



تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ اگر کسی انسان کے اندر سچائی، ایمان اور تقویٰ میں ہو تو اسے ایک صادق کو پہچاننے کیلئے چند مشکل پیش نہیں آتی لیکن جس کے اندر رسمی ایمان ہو اور وہ سچائی اور تقویٰ سے بھی خالی ہو تو ایسے دنیا داروں کو صادق نظر نہیں آیا کرتے۔ آپ کی ای میل اور سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ میں کچھ نہ کچھ سچائی، ایمان اور تقویٰ ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کا سیدہ کھول دے اور آپ کو وہ بصیرت بخشنے جس سے اس عاجز کا صدق آپ پر کھل جائے آمین۔ آپ اپنی ای میل میں سوال کرتے ہیں۔۔۔

**سوال**۔۔۔۔۔ میں کیسے یقین کروں کہ آپ کا دعویٰ موعود زکی غلام مسیح الزماں (صلح موعود) سچا ہے؟

**الجواب**۔۔۔ آپ نے خاکسار سے جو سوال پوچھا ہے اسکے جواب سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں ۲۰ مفروری ۱۸۸۷ء کی الہامی پیشگوئی کے متعلق کچھ عرض کروں۔ واضح رہے کہ اس پیشگوئی کا اصل الہامی نام **الہامی پیشگوئی زکی غلام مسیح الزماں** ہے لیکن چونکہ حضور نے اپنے زکی غلام کو مصلح موعود قرار دیا تھا (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۱) لہذا اسی مناسبت سے جماعت احمدیہ میں یہ پیشگوئی بطور **پیشگوئی مصلح موعود** مشہور ہو گئی ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود اتنی سادہ اور عام فہم نہیں تھی جتنی کہ یہ سمجھ لیا اور بنالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے: ”وَإِذَا أَخْذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَّا آتَيْنَاهُمْ مِنْ كِتْبٍ وَ حَكْمَةً ثُمَّ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتَؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَفَرَأَتُمْ ثُمَّ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرٌ فَلَوْلَا أَقْرَرُنَا قَالَ فَأَشَهَدُوا وَأَنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشَّهِيدِينَ فَمَنْ تَوَلَّ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفُسِقُونَ“ (آل عمران۔ آیات/ ۸۲۔ ۸۳) اور جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تھیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اسکی مدد کرنا، فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا، ہاں ہم اقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ ہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ اب جو (شخص) اس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہونگے۔

ظفر محمود صاحب۔ یہ میثاق النبیین ہے جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اسکے بعد آنیوالے مصلح کی خبر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس میثاق النبیین کے مطابق مصلحین کو بھیج کر ان کی امتوں یا جماعتوں کا امتحان لیتا رہا ہے کہ آیا وہ سابقہ نبی پر اپنے دعویٰ ایمان میں سچی تھیں یا کہ نام کی مومن۔ مذہب کے مطالعہ سے پہنچتا ہے کہ ہر نے آنیوالے مصلح کے اپنے دعویٰ کے حق میں مدلل اثبات کے باوجود اسکی قوم یا جماعت نے میثاق النبیین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اُس کا انکار کر دیا۔ مثلاً حضرت مسیح ابن مریمؐ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح احمدؐ یہ سب میثاق النبیین کے مطابق آنیوالے موعود مصلحین تھے اور انکی قوموں نے بڑی دلیری کیسا تھا ان سب کا انکار کیا تھا۔ واضح رہے کہ یہودی اور عیسائی میثیل موسیٰ اور فارقلید (احمر) کو بنی اسرائیل میں ڈھونڈتے رہے جبکہ وہ بنی اسما علیل میں سے ظاہر ہو گئے۔ اسی طرح مسلمان امام مہدی کو آجتنک حضرت فاطمہؓ کی عترت میں ڈھونڈ رہے ہیں اور مسیح موعود کو اسرا یلی مسیح ابن مریم علیہ السلام خیال کرتے ہوئے اُسکے نزول کیلئے آسمان کی طرف نظریں لگائے ہیں۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ امام مہدی اور مسیح موعود ایک صدی قبل ہندوستان کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان میں ایک ایسی قوم میں ظاہر ہوئے جس کا کسی مسلمان کو وہم و گمان تک نہیں تھا اور اسی وجہ سے اُمّت محمدی کی اکثریت اُنکی قبولیت سے محروم رہی۔ پہلی قوموں نے اپنے موعودوں کا اس لیے انکار کیا تھا کیونکہ وہ موعود وجود ان کی خود ساختہ اُمّنگوں اور خواہشات کے مطابق ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ جس طرح یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی آزمائش ہو چکی ہے اسی طرح کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ افراد جماعت احمدیہ کی بھی کسی پیشگوئی کے ذریعے آزمائش ہوتی کہ آیا وہ امام آخر زماں حضرت مسیح احمد علیہ السلام پر اپنے ایمان لانے میں سچے ہیں یا کہ برائے نام مومن۔ اسی عرض کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح احمدؐ کی بھی آپکے دعویٰ کے اوائل ہی میں میثاق النبیین کے مطابق ایک **زکی غلام** کی بشارت بخشی تھی۔ آج جماعت احمدیہ بھی پہلی امتوں اور قوموں کی طرح **پیشگوئی مصلح موعود** کے سلسلہ میں ایک کڑی آزمائش میں داخل ہو چکی ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود کی غرض وغایت بھی یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے کہ کون نے احمدی اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں اور کون نے برائے نام احمدی کو نے احمدی اُس کلام اللہ جو آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جو حضرت مہدی مسیح موعود پر نازل ہوا کی پیروی کر نیوالے ہیں اور کون نے نام کے احمدی اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کر نیوالے ہیں؟؟؟؟؟

عزیزم۔ یہ بھی واضح رہے کہ کسی مقنی اور نیک فطرت انسان کیلئے کسی حقیقت کو سمجھنا تا مشکل نہیں ہوتا لیکن امر واقع یہ ہے کہ بعض لوگ کسی حقیقت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ مثلاً مکہ میں عمر بن ہشام جسے لوگ ابو الحکم یعنی حکمت کا باپ کہتے تھے۔ اُس کو آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی سمجھنیں آئی تھی۔ اب سوال ہے کہ کیا اُسے واقعی آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی سمجھنیں آئی تھی یا کہ وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ دراصل وہ آخر حضرت کی صداقت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا اور اس طرح اُس کی بدختی اُس پر غالب آگئی اور وہ ابو جبل قرار پا گیا۔ اسی طرح محمد حسین بٹالوی حضرت بانے جماعت کا قریبی دوست اور کلاس فیلوبھی تھا۔ اُسے بھی اپنے دوست کی صداقت کی سمجھنے آئی جبکہ جو لائی ۱۸۹۱ء میں مباحثہ لدھیانہ کے دوران اُسکے ایک معمولی ساتھی یعنی مولوی نظام الدین صاحب کو بہت جلد سمجھا آگئی (تذکرہ المہدی صفحہ ۱۵۸۔ ۱۵۵)۔ دراصل مولوی محمد حسین بٹالوی مولوی فلہر امام

مہدی اور نزول مسیح ابن مریم سے متعلق پیدائشی اور روایتی عقیدوں کے اثر اور تقلید کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا جب کہ مولوی نظام الدین<sup>ر</sup> کے دل میں قرآن کریم کی عظمت اور سچائی کیلئے تذپر تھی۔ اسکے اندر وہ تقویٰ تھا جس کی وجہ سے اُسے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی بہت جلد سمجھ آگئی۔ اسی طرح مدعا غلام مسیح الزماں (عاجز) کے سمجھانے کے بعد عام متفق اور شریف انصاف احمد یوں کو پیشگوئی مصلح موعود کی بڑی اچھی طرح سمجھ آگئی ہے اور دن بدن آتی جا رہی ہے لیکن جماعتی خلفاء اور علماء کو اسکی سمجھنیں آ رہی۔ اصل بات یہ ہے کہ سمجھ تو ان کو بھی آگئی ہے لیکن وہ اس پیشگوئی کو اس رنگ میں سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ جس رنگ میں وہ اس پیشگوئی کو سمجھنا چاہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی بھی یہی منشاء ہوتی تو حضرت بانج جماعت کے دونوں بڑے (بیرونی اولاد اول اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتا (مرزا نصیر احمد ابن مرزابشیر الدین محمود احمد) فوت ہی نہ ہوتے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ اگر کوئی حقیقت اس رنگ میں ظاہر ہو کہ جس سے حضرت بانج جماعت علیہ السلام کی صلی اولاد کے دین اور دنیا کو فائدہ پہنچتا ہو تو پھر ایسی حقیقت کو وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں؟ مثلًا۔ وفات مسیح ابن مریم علیہ السلام کی مغلیظہ خاندان کو بہت جلد سمجھ آگئی تھی۔ مدعا غلام مسیح الزماں نے پیشگوئی مصلح موعود کو ہر طرح اور ہر رنگ میں انہیں سمجھانے کی کوشش کی ہے لیکن اسکی انہیں سمجھ ہی نہیں آ رہی۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ جس طرح پیشگوئی مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اُسکے مطابق وہ اس الہامی پیشگوئی کو سمجھنا نہیں چاہتے۔ اگر حضورؐ کی اولاد پیشگوئی مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق سمجھنا چاہتی تو پھر خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود ہونے کا دعویٰ بھی نہ کرتے۔

عزیزم۔ خاکسار اول ۲۰۰۰ء کی الہامی پیشگوئی کے متعلق چند حقائق آپکے آگے رکھنا چاہتا ہے۔ واضح رہے کہ حضورؐ نے ہوشیار پور میں چالیس روزہ چلہ کشی کے بعد ۲۰۰۰ء کی رفروری ۲۰۰۰ء کے دن ایک اشتہار لکھا اور اس اشتہار میں آپ نے دیگر پیشگوئیوں کے ساتھ مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی بھی درج فرمائی۔ بعد ازاں یہ اشتہار کیم مارچ ۲۰۰۰ء کو اخبار ریاض ہند کے ضمیمہ کے طور پر شائع ہوا۔ یہ الہامی پیشگوئی درج ذیل ہے۔

**پیشگوئی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود** حضورؐ فرماتے ہیں۔ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ و عزّ اسمہ) نے اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ!

☆ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جتو نے مجھ سے ماگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاوں کو اپنی رحمت سے پاپیہ بولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لوڈھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی لکید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تادہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجھ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آؤیں۔ اور تادین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تادھن اپنی تمام برکتوں کی ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام خستوں کی ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تادہ یقین لا سکیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکا اور سنت ذیب کی زگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخت میں سے تیری، ہی ذریت نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیں اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ جس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسان سے آتا ہے۔ اُس کی ساتھ فضل ہے۔ جو اسکے آنے کے ساتھ آیگا۔ وہ صاحب شکوه اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیمار یوں

سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیری نے اُسے کلمہ تجدید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا۔ اور دل کا طیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند ولبد گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کَانَ اللَّهُ تَرَّأَلْ مِنَ السَّمَاَءَ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے مسح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قویں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔ ☆ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ محوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

**آفادہ عام کیلئے اہمی پیشگوئی کا تحریزی۔** جانا چاہیے کہ ہمارے بیمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی امت میں مہدی معہود کے ظہور اور مسیح ابن مریم کے نزول کی پیشگوئیاں بیان فرمائی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزاغلام احمد علیہ السلام پر ۲۰۰۰ء کی بیان فرمائی پیشگوئی نازل فرمائی تھی۔ یہ الہامی پیشگوئی بنیادی طور پر

آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ پیشگوئی مسح ابن مریم کے متعلق تھی لیکن اسی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ملہم کو بطور فرع ایک لڑکے کی بھی بشارت دی ہے۔ یہ الہامی پیشگوئی چار (۲) حصوں (parts) پر مشتمل ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔ **حصہ اول** یعنی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے زکی غلام (مسح ابن مریم) کا بطور ”نشان رحمت“ ذکر فرمایا ہے اور پھر اسے قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان اور احسان کا نشان فرماتے ہوئے فتح اور ظفر کی کلید قرار دیا ہے۔ آگے پھر اللہ تعالیٰ نے اُسکی بعثت کی اغراض و مقاصد بیان فرمائی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ **حصہ دوم** میں اللہ تعالیٰ نے وجہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام کی بشارات کا ذکر فرمایا ہے۔ **حصہ سوم** میں اللہ تعالیٰ نے پہلے نشان یعنی مبشر لڑکے کی خصوصیات کا مفصل ذکر فرمایا ہے اور **حصہ چہارم** میں پھر اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی خصوصیات اور اُسکے مجوزہ کاموں کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اب خاکسار ذیل میں ان چاروں حصوں کا الگ الگ ذکر کرتا ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ میں نے اسی الہامی پیشگوئی کا کوئی فقرہ آگے پچھے نہیں کیا اور نہ یہ حصے میں نے بنائے ہیں بلکہ اسی الہامی پیشگوئی کا نزول ہی اسی طرح ہوا تھا۔

### **حصہ اول۔۔۔ نشان رحمت یعنی زکی غلام کے متعلق الہامی پیشگوئی کا ابتدائی تعارفی حصہ**

”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے ماٹا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاوں کو اپنی رحمت سے پایا۔ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پورا اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تاوہ جوزندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجھے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آؤیں۔ اور تادین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تاحق اپنی تمام برکتوں کیستھا آجائے اور باطل اپنی تمام خوستوں کیستھا بھاگ جائے۔ اور تالوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تاوہ یقین لا سکیں۔ کہ میں تیرے سے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد صطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔“

### **حصہ دوم۔۔۔ الہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کی بشارت**

”سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔“

### **حصہ سوم۔۔۔ وجیہہ اور پاک لڑکا اور اُسکی صفات کے متعلق الہامی پیشگوئی کا حصہ**

”وہ لڑکا تیرے ہی تھم سے تیری ہی ذریتِ نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنمو ایل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔“

### **حصہ چہارم۔۔۔ زکی غلام (صلح موعود) اور اُسکی صفات کے متعلق الہامی پیشگوئی کا آخری حصہ**

”اُس کیستھا فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آیا گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوحِ الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمہ تجدید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند ولیدنگرامی ارجمند۔ **مظہر الاول والآخر**۔ **مظہر الحنفی والعلاء کائن اللہ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاوَاتِ**۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اللہ کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے مسح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور تو میں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ **وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا**۔“

**الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق۔** اب ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے یہ اصل الفاظ ہیں اور اسی الہامی پیشگوئی کو جماعت احمد یہ میں پیشگوئی مصلح موعود کہا جاتا ہے۔ اسی الہامی پیشگوئی کے متعلق حقائق کیا ہیں؟ اسی الہامی پیشگوئی سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ یہ حقائق درج ذیل ہیں:-

- (۱) اسی الہامی پیشگوئی میں حضور گودو (۲) نشانوں یادو (۲) وجودوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک نشان کو اللہ تعالیٰ نے وجیہہ اور پاک لڑکا قرار دیا ہے اور دوسرا نشان کو اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کا نام دیا ہے۔۔۔ مثلاً۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ اور (۲) ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔
- (۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ”وجیہہ اور پاک لڑکے“ کے متعلق بڑی وضاحت کیستھا یہ فرمادیا ہے کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی تھم سے تیری ہی ذریتِ نسل ہوگا“۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے

زکی غلام کے متعلق لڑکے کی طرح کچھ نہیں فرمایا کہ وہ کیا ہو گا اور کون ہو گا۔؟ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ بعد ازاں زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بالواسطہ اور حکیمانہ رنگ میں بہت کچھ بتا بھی دیا جس کا ذکر خاکسار بعد میں کرے گا۔

(۳) زکی غلام کو ہم نے اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اس کیسا تھب بریکٹ میں افظع (لڑکا) لکھا ہے اور یہ بریکٹ میں (لڑکا) الہامی لفظ نہیں ہے بلکہ ہم کا زکی غلام کے متعلق اپنا قیاس اور اجتہاد ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر یہ دونوں وجود (لڑکا اور غلام) اللہ تعالیٰ کے علم میں اور اُسکی رضا کے مطابق حضور علیہ السلام کے لڑکے ہوتے تو الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ زکی غلام کے بعد ”وَلَرَكَ تَيْرَهِ هِيَ تَخْمَ سَتِيرِي هِيَ ذَرِيْتَ نَسْلَهُونَگَ“ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ صرف لڑکے کے متعلق فرمادیا کہ ”وَلَرَكَ تَيْرَهِ هِيَ تَخْمَ سَتِيرِي هِيَ ذَرِيْتَ نَسْلَهُونَگَ“۔

(۴) ۲۰ رفروری ۱۸۸۱ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کو ہم مصلح موعود فرمایا گیا ہے اور اسکے متعلق پیشگوئی ”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے شروع ہو کر اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے اور پھر اُس کیسا تھب فضل ہے سے شروع ہو کر وَكَانَ آمِراً مَقْضِيَاً“ آخر تک جاتی ہے۔ ان دونوں وجودوں (لڑکا اور غلام) میں کون مصلح موعود ہے۔ سورہ مریم اس سلسلہ میں کسی بھی حق کے متلاشی کیلئے بشرطی کافی راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ جیسا کہ خاکسار پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۱ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے حق میں ہے لیکن اسی پیشگوئی میں ”وجیہہ اور پاک لڑکے“ کی پیشگوئی بطورِ فرع شامل ہے۔

(۵) اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس بارے میں قطعاً کوئی خبر نہیں دی ہے کہ یہ ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ اور یہ ”زکی غلام“ کب پیدا ہونگے؟ الہامی پیشگوئی کے الفاظ ہمیں بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس معاملہ میں مکمل طور پر لا علم رکھا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۱ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام (مصلح موعود) کی پہچان کیلئے درج ذیل الہامی الفاظ میں قطعاً علمی اور مرکزی علامات بیان فرمائیں ہیں -☆ وَهُنَّتْ ذَهِنٌ فَنْيِمٌ هُوَكَ - اور دل کا حیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہو گا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔

فَرَزَندِ لِبْدَنْدِ گَرَامِ ارجَمنَدِ مَظَاهِرِ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مَظَاهِرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءُ كَأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ ☆

مجھے اُمید ہے کہ الہامی پیشگوئی کے متعلق یہ جو چھ باتیں میں نے بطور حقائق لکھی ہیں جماعت احمد یہ میں کسی بھی صاحب علم و صاحب نظر کو نہ ان میں کوئی شک ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اعتراض۔ یہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۱ء کی الہامی پیشگوئی کے متعلق چھ حقائق ہیں جن سے انکار ممکن نہیں ہے اور اُمید ہے آپ بھی ان سے اتفاق کریں گے۔

(۷) عزیزم۔ ان چھ (۶) حقائق کے علاوہ ایک ساتویں حقیقت یہ بھی پیش نظر کھنی چاہیے کہ زکی غلام جس کے متعلق حضورؐ کا یہ اجتہادی خیال تھا کہ وہ آپ کا جسمانی لڑکا ہو گا۔ اس اجتہادی خیال کے مطابق پیدا ہونیوالے مزعومہ جسمانی لڑکے نے بھی حضورؐ کے بقول حضرت نصرت جہاں بیگمؓ کی بجائے کسی پارساطح اور نیک سیرت تیسری الہامیہ کے بطن سے پیدا ہونا تھا۔ جیسا کہ حضورؐ کے درج ذیل خط سے ظاہر ہے۔ ۲۰ رفروری ۱۸۸۱ء کی الہامی پیشگوئی کے معاً بعد حضورؐ نے ایک کشف دیکھا تھا۔ رجوان ۱۸۸۱ء کو ایک خط میں اس کشف کا ذکر فرماتے ہوئے آپ حضرت مولوی نور الدین صاحب سے فرماتے ہیں:-

☆ شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اس عاجز پر ظاہر کیا تھا کہ ایک فرزندِ مبارک ایک شادی تھیں، کامل الطاہر و الباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بیشہ ہو گا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزندِ مبارک اسی الہامی سے ہو گا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جنابِ الہی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ایک پارساطح اور نیک سیرت الہامیہ میں عطا ہو گی۔ وہ صاحبِ اولاد ہو گی۔ اس میں تجھ کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے چھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ اسی الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے چھلوں میں سے نہیں ہے۔ وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ چھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پارساطح الہامیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشی طور پر چار پھل دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہو جائے۔۔۔۔۔ ان دونوں میں اتفاق آئی شادی کیلئے دو (۲) شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب ایک نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قسمت میں ذلت و محتاجی و بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری الہامیہ ہوا اور دوسرا کی نسبت اشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحب صورت و صاحب سیرت لڑکا (موعود زکی غلام۔ نقل) جس کی بشارت دی گئی ہے وہ بر عایت مناسبت ظاہری الہامیہ جیلیہ و پارساطح سے پیدا ہو سکتا ہے۔ واللہ عالم بالصَّوَابِ۔☆ (تذکرہ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳ / مکتبہ مورخہ ۸ جون ۱۸۸۱ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؐ مکتبات احمد جلد ۲ صفحہ ۱۲۔ ۱۳)



بشير احمد اول کی وفات پر حضور نے جو خط حضرت مولوی نور الدین <sup>ؒ</sup> کو لکھا تھا اس سے ثابت ہے کہ ”وجیہہ اور پاک لڑکا“ سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کے مطابق بشیر احمد اول پیدا ہو کر اور پھر پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق ہی مہمان کی طرح زندگی گزار کر آسان کی طرف اٹھالیا گیا اور اس طرح خط کے مطابق حضور خیال فرمائے ہیں کہ موعود اڑ کے سے متعلق حصہ بشیر احمد اول کی پیدائش اور موت کے متعلق تھا اور بشیر احمد اول کی موت کے بعد اب یہ حصہ پورا ہو کر ختم ہو چکا ہے اور اب الہامی پیشگوئی کا دوسرا حصہ جو زکی غلام کے متعلق ہے وہ رہ گیا ہے۔ لیکن حضور پر جو مبشر کلام اللہ نازل ہوتا ہے اُسکی روشنی میں یہ معاملہ اس طرح نہیں ہے۔ اسکے مطابق اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اول کے مثلیں کی خبر دے کر الہامی پیشگوئی کے وجیہہ اور پاک لڑکے سے متعلقہ ضمنی حصہ کو آگے بشیر احمد اول کے مثلیں کی طرف منتقل فرمادیا ہے جیسا کہ حضور کے درج ذیل مبشر الہامی کلام سے ظاہر ہے۔

**مثیل بشیر احمد اول کا وعدہ اور ازاں بعد ایفائے عہد**۔ خاکسار نے ”الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند تھا ق“ کے ضمن میں دوسری حقیقت یہ بیان کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ”وجیہہ اور پاک لڑکے“ کے متعلق بڑی وضاحت کیسا تھا فرمایا ہے کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی تھم سے تیری ہی ذریتِ نسل ہو گا“۔ اور جیسا کہ میں پہلے حضور کے الفاظ کیسا تھا یہ ثابت کر آیا ہوں کہ الہامی پیشگوئی کے اس حصے کا مصدق بشیر احمد اول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی مخفی مقصد کی تکمیل کی خاطر بشیر احمد اول کو وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور حضور کو اسکے مثلیں کی بشارت دیدی۔ جیسا کہ حضور سبز اشتہار میں فرماتے ہیں۔

(الف) ”اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولو العزم ہو گا۔ یَخْلُقُ مَا يَشَاءُ۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۳۔ مجموعہ اشتہارات جلد اصفہن ۹۷۱۷۱ حاشیہ)

(ب) ”ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولو العزم ہو گا اور حسن و احسان میں تیر انظیر ہو گا۔ یَخْلُقُ مَا يَشَاءُ۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۳۰ جلد ۸۔ روحانی خزانہ صفحہ ۳۸۱۔ بحوالہ سرر الخلافہ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۲ء) (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ جلد ۳۔ مکتبہ ردمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسنون اول)

اسی سلسلے میں حضور اپنے کتاب سرر الخلافہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”إِنَّمَا كَانَ إِبْرَاهِيمَ صَغِيرًا وَ كَانَ أَسْمَهُ بَشِيرًا فَتَوَفَّاهُ اللَّهُ فِي أَيَّامِ الرِّضَاعِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَ أَكْبَرٌ لِلَّذِينَ اتَّرُوا سُبُّلَ التَّقْوَىٰ وَ الْأُرْتِيَاعَ فَالْهُمْ مِنْ رَّبِّيْنِ إِنَّا نَرُدُّهُ إِلَيْكَ تَفَضُّلًا عَلَيْكَ۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔ روحانی خزانہ جلد ۸ صفحہ ۳۸۱۔ بحوالہ سرر الخلافہ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۲ء) ترجمہ۔ میر ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خیثت الہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہوا کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم حضور اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے والپس دیں گے (یعنی اُس کا مثلیں عطا ہو گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا کیا۔) چنانچہ اسی بشارت کے تحت پھر مثلیں بشیر احمد (اول) یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہو کر موعود و جیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ فرعی یا ضمنی الہامی پیشگوئی کے مصدق بنے ہیں۔ بطور خلیفہ ثانی اُن کا باون (۵۲) سالہ دور خلافت اور اس دوران جماعتی ترقی اُنکے مثلیں بشیر احمد اول ہونے کا ثبوت ہیں۔ اب سوال رہ جاتا ہے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے اصل مصدق یعنی زکی غلام کا۔ اُس کا معاملہ کیا ہے؟؟؟؟؟

**سبز اشتہار کی حقیقت**۔ مکر عرض ہے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے نزول کے بعد حضور نے دونوں وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کو ایک پیشگوئی یا ایک وجود سمجھتے ہوئے الہامی پیشگوئی کی اشاعت کے وقت زکی غلام کیسا تھا بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا تھا۔ اور بریکٹ میں لفظ (لڑکا) کے الفاظ حضور کے اپنے اجتہادی الفاظ ہیں نہ کہ الہامی۔ اب وجیہہ اور پاک لڑکا یعنی بشیر احمد اول کی وفات کے بعد بھی حضور زکی غلام کو اپنا لڑکا سمجھنے کے قیاس پر قائم رہتے ہوئے کیم دسمبر ۱۸۸۸ء کو سبز اشتہار یعنی حقانی تقریر برداحد وفات بشیر میں فرماتے ہیں۔

(۱) ”اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔“ (سبز اشتہار تصنیف کیم دسمبر ۱۸۸۸ء۔ روحانی خزانہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۳ حاشیہ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۹۷۱۷۱ حاشیہ)

اسی سبز اشتہار میں آگے جا کر حاشیہ ہی میں آپ فرماتے ہیں:-

(۲) ”اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرومندی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیسا تھا فضل ہے جو اسکے آنے کیسا تھا آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل

رکھا گیا اور نیز دوسرانام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بیشتر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عرفا ہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بیشتر جوفوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت اللہ ہے اسکے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بیشتر اول جوفوت ہو گیا ہے۔ بیشتر ثانی کیلئے بطور ارہا ص تھا اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔ (ایضاً صفحہ ۳۶۷۔ ایضاً صفحہ ۱۸۲ تا ۱۸۳)

عزیزم ظفر صاحب! سبز اشتہار کے حاشیہ میں مذکورہ بالا دونوں حوالہ جات سے جو ثابت ہوتا ہے وہ درج ذیل ہے:-

(۱)۔۔۔ سبز اشتہار کے متذکرہ بالا پہلے حوالے میں حضور نے یہ جو فرمایا ہے کہ!

{ خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ ربیوی ۱۸۸۲ء کی پیشگوئی حقیقت میں دوسیدہ لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی }

اس ضمن میں عرض ہے کہ ۲۰ ربیوی ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں بلاشبہ و شبہ (۲) وجودوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک وحیہ اور پاک لڑکا اور دوسرا زکی غلام۔ زکی غلام جس کیسا تھا آپ نے بریکٹ میں (لڑکا) لکھا ہے اور جسے آپ نے مصلح موعود قرار دیا ہے وہ عملی طور پر حضورؐ کا صلبی لڑکا ثابت نہیں ہوتا (اس کی تفصیل بعد میں آئے گی) بلکہ آپ کا روحانی فرزند ثابت ہوتا ہے۔ ایسے ہی جیسے آپ یعنی حضرت مرحوم احمد علیہ السلام بذات خود آنحضرت ﷺ کے روحانی پست تھے۔ لہذا حضورؐ کے کلام اور الہام میں تطیق پیدا کرنے کی خاطر ہمارے لیے اسکے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ہم یہ یقین کریں کہ حضورؐ کی دونوں سعید لڑکوں سے مراد ایک جسمانی لڑکا اور دوسرا روحانی لڑکا تھی۔

(۲)۔۔۔ اسی حوالے میں حضورؐ نے آگے یہ جو فرمایا ہے کہ ”اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بیشتری نسبت ہے۔“ الہامی پیشگوئی میں بعد کی یہ عبارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے کہ!

{ اس کیسا تھا فضل ہے جو اسکے آنے کیسا تھا آئے گا۔۔۔ وَ كَانَ أَمْرًا مَّقْضِيَا إِنَّكَ }

الہامی پیشگوئی کے یہ الفاظ الہامی نہیں بلکہ آپ کا ذاتی اجتہاد تھے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ بعد ازاں جب یہ دوسری بیشتری یعنی بیشیر الدین محمود احمد مورخ ۱۲ ربیوی ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کے موقع پر حضورؐ نے قطعی طور پر یہ نہیں فرمایا تھا کہ! { یہی لڑکا مصلح موعود ہے }۔ اگر تو حضورؐ دوسرے بیشتری کی پیدائش کے موقع پر یہ فرمادیتے کہ! { قطعی طور پر یہیں لڑکا مصلح موعود ہے } تو پھر ان الفاظ کے متعلق الہامی ہونے کا مگام کیا جا سکتا تھا لیکن اگر بیشتر ثانی کی پیدائش کے موقع پر بذات خود ہم نے ہی یہ کہہ دیا ہو کہ!

{ اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام با فعل محسن تقاؤل کے طور پر بیشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانی ہے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے } (اشتہار تکمیل تبیغ۔ محمد اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

تو پھر ہم کے اپنے الفاظ ہی سے یہ ثابت ہو گیا کہ ”اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بیشتری نسبت ہے۔“ کے الفاظ الہامی نہیں تھے بلکہ آپ کا ذاتی اجتہاد اور قیاس تھے۔

(۳)۔۔۔ متذکرہ بالا سبز اشتہار کے حوالہ نمبر ۲ میں یہ جو فرمایا ہے کہ!

”اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرونوں کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیسا تھا فضل ہے جو اسکے آنے کیسا تھا آئے گا۔“

حضورؐ یہ بات بالکل صحیح ہے کیونکہ یہ الہامی پیشگوئی دراصل مصلح موعود ہی کے متعلق ہے۔ اعظم الشان پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع عینی طور پر پسرونوں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع حضورؐ کے صلبی لڑکے کا ذکر کیوں فرمایا ہے؟ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لیے کیا ہے کیونکہ وہ آئندہ زمانہ میں بالعموم جماعت احمد یہ اور بالخصوص حضورؐ کی صلبی اولاد کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔

(۴)۔۔۔ اسی حوالے میں حضورؐ نے مصلح موعود کے بعض الہامی ناموں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً فضل، محمود، بیشتر ثانی اور فضل عمر مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔ اگر حضورؐ نے ان الہامی ناموں میں سے کوئی الہامی نام بطور تقاؤل اپنے کسی لڑکے کا رکھا بھی ہو اور ساتھ یہ بھی فرمادیا ہو کہ!

{ اس لڑکے کا نام با فعل محسن تقاؤل کے طور پر بیشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوں والا ہے یا وہ کوئی اور ہے }

تو بھی وہ لڑکا (بیشیر الدین محمود احمد) محسن بطور تقاؤل نام رکھے جانے سے نہ ہی فضل عمر اور نہ ہی مصلح موعود بن سکتا ہے، مزید برآں اگر اس (بیشیر الدین محمود احمد) کی پیدائش کے بعد حضورؐ نے اس لڑکے کے متعلق کوئی ایسا اکشاف (یہی لڑکا مصلح موعود ہے) نہ کیا ہو بلکہ جو اکشافات کیے ہوں وہ اسکے مصلح موعود ہونے کی نظر کر رہے ہوں تو پھر وہ لڑکا خود بخود یا افراد جماعت کے بنانے سے مصلح موعود کیسے بن سکتا ہے؟؟؟

(۵)۔۔۔ یہی واضح ہو کہ اگر بالفرض حضورؐ اپنے کسی لڑکے کا تقاضاً کے طور پر نام رکھنے کے بعد اس لڑکے کے متعلق اپنی کسی تحریر میں یہی فرمادیتے کہ!  
 {یہی لڑکا مولود مسعود، موعود یا مصلح موعود ہے}

تو پھر حضورؐ پر نازل ہونے والا مبشر الہامی کلام اگر حضورؐ کے اس فرمان کی نفی کر رہا ہوتا تب بھی ہوشمندی اور عقیندی کا تقاضا یہ تھا کہ ہم احمدی حضورؐ کے اجتہادی کلام کی جگہ حضورؐ کے الہامی کلام کی پیروی کرتے۔ کیونکہ حضورؐ نے اپنی تحریرات میں بارہ فرمایا ہے کہ میرا کہنا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ایک برابر نہیں ہو سکتا۔ انسانی اجتہاد میں غلطی ممکن ہے لیکن کلام الہامی میں غلطی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ مثال کے طور آپ فرماتے ہیں:-

(۱) ”اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی بچہ پر یہ خیال بھی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطاب جائے تو اس میں الہام الہامی کا کیا تصور ہو گا۔ کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں۔“ (آسمانی فیصلہ (تصنیف دسمبر ۱۸۹۱ء)، روحانی خزانہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۱)

ایک اور جگہ پر آپ ارشاد فرماتے ہیں:-

(۲) ”اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشبیر احمد اول۔ نقل) کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے ناکار مسعودوں کی اولاد مسعودوں ہی ہوتی ہے لا اشاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شکاوتوں اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔“ (جنتۃ اللہ (مطبوعہ ۱۸۹۱ء)، روحانی خزانہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

(۳) ☆ اسی سلسلہ میں حضورؐ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو۔ وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے حضور علیہ السلام کے متذکرہ بالادونوں اقتباسات اور شعر سے دونتائج برا آمد ہوتے ہیں۔

(اولاً) معتبر ہونے کے لحاظ سے ہم کا اجتہادی کلام اور اس پر نازل ہونیوالا الہامی کلام دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ کلام الہامی ہر قسم کی غلطی سے پاک ہوتا ہے جبکہ انہیاءً چونکہ بشر ہوتے ہیں بیان اُنکے اپنے کلام میں اجتہادی غلطی واقع ہو سکتی ہے۔

(ثانیاً) کسی نبی کے اجتہادی کلام اور اسکے الہامی کلام میں اگر کوئی تضاد پیدا ہو جائے تو ہمیں ان دونوں کلاموں میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اگر ان میں تطبیق پیدا نہ ہو سکے تو ہمیں بہر حال نبی کے الہامی کلام کی پیروی کرنی چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ مندرجہ بالا بحث کے نتیجے میں بطور خاص ان لوگوں (جو سبز اشتہار میں مذکور متذکرہ بالا دونوں حوالہ جات کی روشنی میں خلیفہ ثانی صاحب کو مصلح موعود بنانے کیلئے دلیل پکڑتے ہیں) کی غلطی نہیں دور ہو گئی ہو گی۔

**۴۸۹۲ء تک ہم نے زکی غلام (مصلح موعود) کا کوئی تعین نہیں کیا تھا۔ ستمبر ۱۸۹۳ء میں عبدالحق غزنوی کے اعتراض کے جواب میں حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں۔**

”یہ سچ ہے کہ ۱۸۸۱ء تک ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونیوالا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین،“ (انوار الاسلام۔ روحانی خزانہ جلد ۹ صفحہ ۲۰)

قارئین۔ حضورؐ کے اس رسالے انوار الاسلام کی تائیخ تصنیف ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء میں ہے اور اس وقت حضورؐ کے دوڑکے زندہ موجود تھے یعنی بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد۔ لہذا یہ ثابت ہوا کہ حضورؐ کا یہ حوالہ اس امر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپ نے مولود موعود قرار دیا ہوتا تو یہاں آپ اس کا ذکر فرماتے اور کہتے کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے کو مولود موعود یعنی مصلح موعود قرار دیا ہے۔ جب کہ الدین محمود احمد اور بشیر احمد) میں سے کسی کو آپ نے مولود موعود قرار دیا ہوتا تو یہاں آپ اس کا ذکر فرماتے اور کہتے کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے کو مولود موعود یعنی مصلح موعود قرار دیا ہے۔ جب کہ آپ نے ایسا نہیں فرمایا اور اس طرح یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کیا ۱۸۹۲ء کیا ۱۸۹۳ء کے اتنے بھی آپ نے اپنے کسی لڑکے کو مولود موعود یعنی مصلح موعود قرار دیا ہے۔

**۴۸۹۳ء تک بھی ہم نے زکی غلام (مصلح موعود) کا کوئی تعین نہیں کیا تھا۔ می ۱۸۹۳ء میں حضورؐ اپنے کی مخالف کے جواب میں رسالہ جنتۃ اللہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔**

”بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ مولود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔“ (جنتۃ اللہ۔ روحانی خزانہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

رسالہ جنتۃ اللہ کی تاریخ تصنیف ۲۶ ربیعی ۱۸۹۳ء ہے۔ حضورؐ کا یہ حوالہ بھی اس امر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپ نے ۱۸۹۲ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق مولود موعود یعنی مصلح موعود ہونے کا اکٹشاف نہیں فرمایا تھا جبکہ اس وقت آپ کے تین لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔ اب تک جو بحث ہوئی ہے اس سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ نہ سبز اشتہار میں، نہ اشتہار تکمیل تبلیغ میں اور نہ ہی بعد ازاں اپنی وفات تک کسی کتاب یا اشتہار میں نہ صرف کہ حضور علیہ السلام نے بشیر الدین محمود کو مصلح موعود قرار نہیں دیا

بلکہ اسکے متعلق زکی غلام ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا۔ ہاں حضورؐ کو جو ویجہ اور پاک لڑکا کی بشارت ہوئی تھی اور اسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ وعدہ بھی فرمایا تھا کہ وہ لڑکا تیرے ہی تھم سے تیری ہی ذریت نسل ہوگا۔ اس بشارت کا اولاً مصدقہ بشیر احمد اول تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے شیر خوارگی میں وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور ساتھ ہی اُسکے مثیل کا وعدہ بھی دیدیا۔ بشیر احمد اول کے بدالے میں یا اُسکے مثیل کے طور پر جو لڑکا پیدا ہونا تھا اللہ تعالیٰ نے اُس کا نام حضورؐ بشیر اور محمد بتایا تھا۔ لہذا جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو حضورؐ نے اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا۔ اس طرح قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ خلیفہ ثانی صاحب کا الہامی طور پر بشیر احمد اول کا مثیل ہونا تو مسلم ہے لیکن زکی غلام یعنی مصلح موعود ہونا نہیں۔

**ملہم کا زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق واضح انکشاف اور تعین۔ (۱)** ”اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء میں کی گئی۔“

(تربیت القلوب (۱۹۰۰ء) روحانی خزانہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱)

کیا ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق نہیں ہے؟ اور اس پیشگوئی میں جس زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی کیا اُسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا تھا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا؟ پھر آپ فرماتے ہیں:-

(۲) ”دیکھو ایک وہ زمانہ تھا جو ضمیمہ نجماں آتھم کے صفحہ ۱۵ میں یہ عبارت لکھی گئی تھی:- ایک اور الہام ہے جو ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔ اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کرے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں۔ صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کس قدر بزرگ نشان ہے؟“ (ایضاً صفحات ۲۲۳ تا ۲۲۴)

جب یہ چوتھا لڑکا پیدا ہو گیا تو آپ اپنی اسی تصنیف تربیت القلوب میں اس لڑکے کے متعلق فرماتے ہیں:-

(۳) ”سو خدا تعالیٰ نے میری تقدیر یقین کیلئے اور تمام مخلوقوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو مبتہ کرنے کیلئے اس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۳ ارجون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء تھی بروز چارشنبہ پورا کر دیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔“ (ایضاً صفحہ ۲۲۱)

حضرت مسعود اپنے اس چوتھے صاحبزادہ کے متعلق مزید فرماتے ہیں:-

(۴) ”سو صاحبوہ دن آگیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔ صفر ۱۸۷۶ء کی چوتھی تاریخ میں بروز چارشنبہ پیدا ہو گیا۔ عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔ اسکی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔ یہ چار صفر ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوا۔ اسکی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔ یہ دو پھر کے بعد چوتھے گھنٹے میں پیدا ہوا۔ یہ خود چوتھا تھا۔“ (ایضاً صفحہ ۲۲۳)

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی کتاب تربیت القلوب کے ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضورؐ نے صاحبزادہ مبارک احمد کو (۱) مولود مسعود (۲) اس لڑکے کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۲ء میں کی گئی تھی (۳) تین کو چار کرنے والا فرمایا کرواضح رنگ میں اسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصدقہ فرار دیا تھا۔ اب ہم اس تحقیق کے بعد کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بالآخر اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کامل انکشاف اور تعین فرمادیا تھا۔ آئینی یہ معلوم کرنے کیلئے آگے بڑھتے ہیں کہ بعد ازاں اس تین کو چار کرنیوالے لڑکے کے متعلق پھر اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ظاہر ہوئی؟؟؟ اول ستمبر ۱۹۰۱ء میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ایک منذر خواب دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں:- ستمبر ۱۹۰۱ء ”خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔ مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہو گیا۔ بہت تلاش کیا گیا کر کچھ پتہ نہیں ملا۔ پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہے۔“ (تذکرہ صفحہ ۲۱۸، بحوالہ بدر جلد نمبر ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۵)

**صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات۔** بعد ازاں ۱۶ ستمبر ۱۹۰۱ء کے دن مبارک احمد کی وفات کے بعد اسی دن یعنی ۱۶ ستمبر ۱۹۰۱ء کو ہی اللہ تعالیٰ نے پھر حضورؐ کو ایک حلیم غلام کی بشارت دیدی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”إِنَّبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔ هُمْ تَجْهِيَّةً اِلَيْكَ حَلِيمٌ غَلَامٌ کی بشارت دیتے ہیں۔“ (تذکرہ صفحہ ۲۱۹، بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

اب حلیم ہونا تو مصلح موعودؑ کی ایک علامت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اُسکے متعلق فرماتا ہے۔ وہ سخت ذہین فہیم ہو گا۔ اور دل کا حلیم۔ لہذا یہ حلیم غلام جس کی مبارک احمد کی وفات کے دن بشارت دی گئی تھی مصلح موعودؑ کی تھا۔

**فیصلہ کن امر۔** اکتوبر ۱۹۰۴ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور فیصلہ کرن امر نظاہر فرمادیا۔ وہ یہ کہ اس موعود حلیم غلام کو مبارک احمد کا مثالی قرار دے دیا۔ اور اس طرح یہ پیشگوئی مصلح موعود مبارک احمد سے منتقل ہو کر آگے اُسے مثالی کی طرف چل گئی۔ جیسا کہ حضور اپنے اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۴ء میں فرماتے ہیں:-

”لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ يَنْذُلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔ ترجمہ۔ یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہو گا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شعبیہ ہو گا پس خدا نے چاہا کہ تم خوش ہو۔ اسلئے اس نے مجرد دفات مبارک احمد کے ایک دسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔“ (تذکرہ صفحہ ۲۲۲۔ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۷۸)

قارئین۔ حضور علیہ السلام کو علم تھا کہ میرا مثالی مبارک احمد ہی مصلح موعود ہے یعنی وہی سبز رنگ کا بڑا پھل جو آپ نے الہامی پیشگوئی کے معابعد ایک کشف میں دیکھا تھا اور آپ اس کا اپنے گھر میں پیدا ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن چونکہ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش یعنی ۱۳ ارجنون ۱۸۹۹ء کے بعد حضور کے گھر میں بطور مثالی مبارک احمد کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا اور اس طرح یہ الہامی پیشگوئی آپکی جسمانی اولاد سے نکل کر آگے آپکی ذریت یعنی روحانی اولاد کی طرف منتقل ہو گئی۔ زکی غلام یعنی مثالی مبارک احمد کے متعلق آخری الہامی بشارت کب ہوئی؟؟؟؟؟

**زکی غلام یعنی مثالی مبارک احمد (مصلح موعود) کے متعلق آخری اور فیصلہ کن الہامی بشارت۔** ۲، ۷ نومبر ۱۹۰۴ء:- ”سَاهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا رَبِّ هَبِّ لَكَ ذُرِّيَّةً طَبِيبَةً۔ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى۔ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاصْحَابِ الْفِيلِ۔۔۔۔۔ آمِنْ عِيدَ مَبَارَكَ بَادَتْ۔ عِيدَ تُوْ ہے چا ہے کرو یا نہ کرو۔“ (تذکرہ صفحہ ۲۲۵۔ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۳) ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یتیکی ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیسا تھا کیا کیا۔۔۔۔۔ عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔ عید تو ہے چا ہے کرو یا نہ کرو۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی الہامی بشارت **زکی غلام** کے الفاظ میں نازل ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ۲، ۷ نومبر ۱۹۰۴ء کے دن آخری بار پھر انہیں الفاظ میں الہامی بشارت دے کر نہ صرف اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ مصلح موعود ۲، ۷ نومبر ۱۹۰۴ء کے بعد پیدا ہو گا بلکہ اس بات کا بھی فیصلہ فرمادیا کہ حضور کے جسمانی لڑکوں میں سے کوئی بھی اس الہامی بشارت کا مصدق نہیں ہو گا۔ قارئین۔ واضح رہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کافیصلہ ہے نہ کہ کسی انسان کا کیونکہ کسی کو مصلح موعود بنانا یا نہ بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ ملہم، میرا یا آپ لوگوں کا۔ پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کے متعلق اس مفصل بحث کے بعد آخر میں ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی مفصل الہامی پیشگوئی کے بعد جو مبشر الہامات کا سلسلہ نزول آپکی وفات تک جاری رہتا ہے خاکسار افادہ عامہ کیلئے انہیں یکجاٹی طور پر ذیل میں درج کرتا ہے۔

## ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی مفصل الہامی پیشگوئی کے بعد غلام سعی الزماں کے متعلق مبشر الہامات کا ترتیب وارزش

(۱) ۱۸۹۳ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ۔“ یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۱۳۔ بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۹ صفحہ ۳۰ حاشیہ)

(۲) ۱۸۹۶ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ مَظْهَرِ الْحَقِّ وَالْعَلَاءَ كَانَ اللَّهُ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ۔“ ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہو گا یا خدا آسمان سے اُترتا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۳۸۔ بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۲)

(۳) ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء۔ ”إِصْبِرْ مَلِيًّا سَاهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔“ یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔ (تذکرہ صفحہ ۷۷۔ بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۴) ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ تَأْفِلَةَكَ تَأْفِلَةَ مِنْ عِنْدِنِي۔“ ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۵۰۰۔ روحانی خزانہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹۔ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر امورخ ۱۰۔ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۵) مارچ ۱۹۰۶ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ تَأْفِلَةَكَ۔ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرے لیے نافلہ ہو گا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۱۹۔ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰، ۲۲ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۶) ۱۹۰۷ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَظْهَرِ الْحَقِّ وَالْعَلَاءَ كَانَ اللَّهُ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ۔“ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہو گا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۵۵۔ بحوالہ روحانی خزانہ جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۷) ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔“ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۱۹۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(۹) اکتوبر ۱۹۰۷ء۔ ”(۵) إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ (۶) يَنْذِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔“ (تذکرہ صفحہ ۲۲۲ جواہر الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۹، ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۹۰) ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلمی غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شیعہ ہوگا۔ اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(۱۰) ۷، نومبر ۱۹۰۷ء۔ ”سَاهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيرًا رَبِّ هَبَ لِي ذُرْيَةً طَيِّبَةً إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى أَلْمَ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ۔۔۔ آمدن عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔“ (تذکرہ جواہر الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۰، ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحابِ فیل کیسا تھا کیا کیا۔

عزیزم ظفر صاحب۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مصلح موعود کی آخری الہامی بشارت کیسا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آمدن عید مبارک بادت یعنی عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔ کسی روحانی مصلح کی بعثت اہل دنیا کیلئے عید کی قائم مقام ہوتی ہے۔ حضرت مہدی و مسیح موعود نے بھی اس نکتہ کی وضاحت اپنی مختلف کتب میں فرمائی ہے۔ اس الہام کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو اس کا کیا مطلب ہے؟؟؟ مصلح موعود سے متعلق اس آخری الہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے۔ اے میرے مہدی و مسیح۔ جب تیرا یہ موعود زکی غلام، جب تیرا یہ مصلح موعود دنیا میں نازل ہو گا تو کچھ لوگ ایسے حالات پیدا کر چکے ہوں گے کہ جس کے نتیجے میں تیری جماعت کے لوگ اس روحاںی عید کو منانے کیلئے تیار نہیں ہوں گے۔ آج حضورؐ کی جماعت میں خلیفہ ثانی صاحب کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی بدولت کیا ایسے حالات پیدا نہیں کر دیئے گئے کہ کوئی بھی فرد جماعت مصلح موعود سے متعلقہ عید کو منانے کیلئے تیار نہیں ہے؟ کیا آج موعود زکی غلام کے متعلق حضورؐ کا یہ الہام عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو لفظ پورا نہیں ہو گیا؟؟؟ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد بڑے واضح طور پر زکی غلام (مصلح موعود) کو مثلی مبارک احمد قرار دے کر اپنے مبشر الہام میں یہ بخوبی ظاہر فرمادیا تھا کہ اسکی پیدائش ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد ہو گی۔ حضرت بانے جماعت اس زکی غلام اور مثلی مبارک احمد کا اپنے گھر میں پیدا ہونے کا انتظار کرتے کرتے بالآخر الہی تقدیر کے مطابق ۲۶ ربیعی ۱۴۰۸ء کو اس دارِ فانی سے رخصت فرمائے گئے۔ ان اللہ و انا الی راجعون۔ اس اثبات کے بعد کہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) حضرت مہدی و مسیح موعود کا کوئی جسمانی لڑکا نہیں تھا اور نہ اس موعود زکی غلام کیلئے اللہ تعالیٰ نے لڑکے کی طرح اپنے الہام میں کوئی ایسی شرط لگائی ہے کہ وہ حضورؐ کی صلب یعنی تختم میں سے ہو گا۔ ہاں یہ مسلم ہے کہ ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد اللہ تعالیٰ جماعت احمد یہ میں جہاں چاہے گا زکی غلام کو پیدا کر دے گا۔

واضح رہے کہ حضورؐ کا لڑکا جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بخوبی جانتے تھے کہ موعود زکی غلام سے متعلقہ مبشر الہامات (اور بطور خاص وہ مبشر الہامات جو صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد نازل ہوئے تھے) اس حقیقت کا انکشاف کر رہے ہیں کہ مثلی مبارک احمد یعنی مصلح موعود حضرت بانے جماعت کا کوئی لڑکا نہیں ہے اور اس موعود مصلح نے جماعت احمد یہ میں آئندہ زمانے میں پیدا ہونا تھا۔ اسکی تفصیل خاکسار کے مضمون نمبر ۵۲ (مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں نو) (۹) سالہ معیاد کی حقیقت) کے صفحات نمبر ۱۵۱ تا ۱۸۱ پر پڑھی جاسکتی ہے۔ اب تھوڑا جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ۱۹۰۸ء میں رسالت تحسیذ الاذہان میں لکھتے ہیں۔

”ان الہامات سے یہ مراد تھی کہ خود حضرت اقدس سے لڑکا ہو گا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہو گا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہو گا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچوں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اہن داؤ کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلاتے گا۔۔۔۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وہ الہامات کسی آئندہ نسل کے لڑکے کی نسبت تھے۔“ (رسالت تحسیذ الاذہان و لیم۔ ۳ نمبر ۶، ۷ صفحات ۳۰۳ تا ۳۰۳ ۱۹۰۸ء مورخ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

۱۹۱۲ء میں بعض خوشامدی مریدوں کا خلیفہ ثانی صاحب کو مصلح موعود اور مظہر قدرت ثانی قرار دینے کی سنگین غلطی ۱۹۱۲ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب حضرت بانے جماعت کی نامزد کردہ مجلس انتخاب یعنی صدر انجمن احمد یہ کورڈ کر کے جب اپنی مجلس انصار کے ذریعے خلیفہ ثانی بن بیٹھے تو آپکے حواریوں نے آپ کو مصلح موعود اور قدرت ثانیہ کا مظہر (دیکھئے۔ الغلام۔ کم۔ نیوز نمبر ۵) قرار دے دیا۔ جناب خلیفہ ثانی صاحب نے جب دیکھا کہ میرے مرید تو میرے دعویٰ سے پہلے ہی مجھے مصلح موعود بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں تو فراد جماعت کی بیجا عقیدت اور علمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔“ کافریب دے کر جھوٹے طور پر پیشگوئی مصلح موعود کے اندر دخل ہو گئے۔ (۹) سالہ معیاد کے جہانسے سے متعلقہ تفصیل میرے مضمون نمبر ۵۲ کے صفحات نمبر ۲۱ تا ۲۱۶ پر پڑھی جاسکتی ہے۔ اولین اصحاب میں سے ایک پڑھے لکھے صحابی اور انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پہلے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب بعض اصحاب کی اسی غلطی کے سلسلہ میں اپنے رسالہ اخ المصلح الموعود میں لکھتے ہیں۔

(۱) ”میاں محمود احمد صاحب کے مصلح موعود ہونے کے متعلق سب سے پہلے پیر منظور محمد صاحب نے ۷ ربیعی ۱۹۱۲ء کو عین اختلاف کے اڑھائی ماہ بعد ایک مضمون لکھا جو رسالت تحسیذ الاذہان میں شائع ہوا۔ اسکے جواب میں جون ۱۹۱۲ء میں میں نے ایک رسالہ بنام ”المصلح الموعود“ لکھا جس میں میں نے حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریروں سے اور آپکے اپنے

الہامات سے یہ ثابت کیا تھا کہ حضرت صاحب کے تین موجودہ بیٹے (بیشرا الدین محمود احمد، بیشرا احمد اور شریف احمد۔ نقل) اپنی اپنی جگہ پر حضرت صاحب کی دوسری پیشگوئیوں کے مصدق ضرور ہیں مگر مصلح موعود والی پیشگوئی کا کوئی بھی ان میں سے مصدق نہیں اور حضرت صاحب کو ان نہیں کی پیدائش کے بعد الہاماً یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ موعود اب تک پیدا نہیں ہوا بلکہ اتنے بعد پیدا ہو گا۔ پیر صاحب نے جو بنیاد رکھی تھی جماعت احمد یہ قادیان اس پر تیس سال برابر عمارت بناتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ فروری ۱۹۲۳ء کے شروع میں جناب میاں صاحب نے بھی کہہ دیا کہ مجھے خواب آ گیا ہے کہ میں ہی مصلح موعود ہوں۔ اس اختتامی ادا کاری کے بعد جماعت احمد یہ قادیان کا حقائق کی طرف توجہ کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ لیکن معذرة الی ربکم ولعلهم یتقو نک ارشاد اس بات کا مقتضی ہے کہ کوئی قوم کتنی بھی لاپرواہ نصیحت چھوڑنی نہیں چاہیے۔” (المصلح الموعود۔ صفحات ۳۔ ۴)

اسی رسالہ میں آگے جا کر جناب مولوی محمد علی صاحب گھنٹے ہیں۔

(۲) ”اس بات کو معلوم کرنے کیلئے کسی موعود مصلح کی شاخت کیلئے کیا معيار ہوا کرتا ہے۔ ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ اس سنت اللہ پر غور کریں جس کے مطابق موعود مصلح دنیا میں آیا کرتے ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے ان احباب کو جو اس معاملہ میں جلد بازی سے کام لے کر محض اپنی خواہش کی پیروی میں کسی شخص کو موعود تجویز کرنا چاہتے ہیں یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں افراط و تفریط کے مرتبہ یکساں ملزم ہیں۔ یعنی ایک شخص کو جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اور دنیا کی اصلاح کا کام اسکے سپرد کیا جاتا ہے اور کسی پہلے نبی یا ولی کی پیشگوئیاں بھی اس پر صادق آتی ہیں رڈ کر نیوالا ضرور ملزم ہے۔ مگر ایسا ہی ملزم وہ شخص ہے جو محض ایک قیاس اور انکل کی بنی پر اور ان تینیں اور قطعی علمتوں کے پائے جانے کے بغیر جن سے کسی مصلح موعود کی شاخت ہو سکتی ہے کسی شخص کو مصلح موعود قرار دے لیتا ہے۔ پس مومن کو جس طرح تفریط کے پہلو سے پچنا چاہیے اسی طرح افراط کے پہلو سے بھی پچنا چاہیے۔ اس شخص کیلئے جو ایک مقام کا حقدار نہیں وہ مقام تجویز کر دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ حقدار کو وہ مقام دینے سے انکار کرنا جس کا وہ حقدار ہے۔ اگر وہ مصلح موعود جس کا وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا ہے ابھی ظاہر نہیں ہوا تو کیا اسکے ظہور سے پہلے ہمارا ایک شخص کو ایسا مصلح موعود قرار دے لینا یہ معنی نہیں رکھتا کہ ہم نے اصل موعود مصلح کا انکار کر دیا ہے اور اس کا مقام کسی اور کو دے کر اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دے ہو گئے ہیں۔“ (ایضاً۔ صفحات ۲۲۔ ۲۳)

آنحضرت ﷺ سے حضرت ابو ہریرہ رضیت کرتے ہیں۔ ”إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهِنَّاءِ الْأُمَّةَ عَلَى رَأْسِ أُمَّةٍ كُلِّ مَا تَأْتِيَ مِنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا۔“ (ابوداؤ د کتاب الملاحم) کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو اسکے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔

امت محمد یہ کے اس تجدیدی سلسلہ میں آنحضرت ﷺ نے دو مجددین کو بطور خاص موعود قرار دیا ہے۔ ان دونوں میں سے ایک ممثل مصطفیٰ ﷺ یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اور دوسرا ممثل عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔ جیسا کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوْ عَاقَالَ لَنْ تَهْلِكَ أُمَّةٌ أَنَا فِي أَوَّلِهَا وَعِيسَى بْنُ مَرْيَمُ فِي أُخْرِهَا وَالْمُهَدِّدُ وَسَطْهَا۔“ (کنز العمال ۲/۱۸۷۔ جامع الصغیر ۲/۱۰۳۔ بحوالہ حدیثۃ الصالحین صفحہ ۳۰۲) ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ وہ امت ہرگز بلاک نہیں ہو سکتی جس کے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

(۲) ”عَنْ جَعْفَرِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ أَبْشِرُ وَأَبْشِرُ وَأَبْشِرُ وَ... كَيْفَ تَهْلِكُ أُمَّةً أَنَا أَوْلَهَا وَالْمُهَدِّدُ وَسَطْهَا وَالْمَسِيحُ أُخْرِهَا وَلِكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ فَيَجُوْجُ لَيْسُوا مِنِّي وَلَا أَنَا مِنْهُمْ۔“ (مشکوٰ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۹۳) ترجمہ۔ جعفرؑ اپنے والدے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؑ۔ نقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہو وہ اور خوش ہو وہ۔۔۔ وہ امت کیسے بلاک ہو جس کے اوقل میں، میں ہوں، مہدی اسکے وسط میں اور مسیح اسکے آخر میں ہے۔ لیکن اسکے درمیان ایک کجر و جماعت ہو گی ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اتنے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

آنحضرت نے امت میں جس مسیح عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم ۲۰ فروری ۱۸۸۱ء کی الہامی پیشگوئی میں بشارت دیا گیا زکی غلام، ہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ محمدی مریم (حضرت مرزا غلام احمد) کو مخاطب کرتے ہوئے موعود کی غلام کے متعلق فرماتا ہے۔

زورگاہ خدا مردے بصد اعزازی آید مبارک بادت اے مریم کہ عیسیٰ بازی آید (تذکرہ صفحہ ۶۸۳)

خدا کی درگاہ سے ایک مرد بڑے اعزاز کیسا تھا آتا ہے۔ اے مریم تجھے مبارک ہو کہ عیسیٰ دوبارہ آتا ہے

اسی طرح موعود کی غلام کے متعلق حضرت بانے جماعت اپنی کتاب ازالہ اواہام میں فرماتے ہیں۔ ”اس مسیح کو بھی یاد کر جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم

بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی لکارا ہے۔“ (روحانی خزانہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

عزیزم ظفر محمود صاحب۔ اب تک کی مدلل بحث کی روشنی میں چار باتیں قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہیں (۱) ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی دو وجودوں (وجیہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) پر مشتمل تھی (۲) جناب مرتضیٰ البیرونی مخدوم احمد صاحب بشر احمد اول کے مثالیں کے طور پر لڑکے سے متعلقہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے ضمنی حصے کے مصادق تھے (۳) موعود زکی غلام (مصلح موعود) مثالیں مبارک احمد تھا اور وہ حضور کے گھر میں پیدا نہیں ہوا لہذا وہ آپکار و حانی فرزند ہے اور اس موعود زکی غلام نے ۲۷ نومبر ۱۹۰۶ء کے بعد آئندہ کسی زمانے یا آئندہ صدی بھر کے سر پر جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا تھا (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق امت محمدیہ کے آخر میں جس مسیح عیسیٰ ابن مریم نے نزول فرمانا ہے۔ یہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم محمدی مریم حضرت مرتضیٰ البیرونی مخدوم احمد کا موعود زکی غلام ہی ہے۔ اب آپکا یہ سوال کہ خاکسار ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی موعود زکی غلام (مصلح موعود) کا مصادق کس طرح ہے؟ عزیزم ظفر صاحب۔ اس سوال کے جواب کے سلسلہ میں خاکسار عرض کرتا ہے۔۔۔۔۔

**(۱) ابتدائی زندگی کا مختصر تعارف**۔ خاکسار پیدائشی احمدی ہے۔ میری مرحوم والدہ صاحبہ کے بقول خاکسار مارچ ۱۹۵۲ء کی کسی نامعلوم تاریخ کو موضع ڈاور میں پیدا ہوا تھا۔ میری والدہ اس عاجز کا والد محترم چوہدری شیر محمد جنبہ صاحب فوت ہوئے تھے تو اس وقت میں چھ ماہ کا شیرخوار بچہ تھا۔ میرے محترم والد چوہدری شیر محمد جنبہ صاحب ۱۹۵۲ء کو دو (۲) ماہ علیل رہ کرفوت ہو گئے تھے اور وفات سے پہلے آپ ربوہ کے قریب جماعت احمدیہ ڈاور کے سیکرٹری مال تھے۔ آپ انہتائی نیک اور دعا گو انسان تھے۔ محترم والدہ صاحبہ اور محترم والد صاحب دونوں موصی تھے اور ربوہ کے پرانے بھتی مقبہ میں ابdi نیند سو رہے ہیں۔ ہم پانچ بھن بھائی ہیں اور خاکسار سب سے چھوٹا ہے۔ مرحوم والد صاحب کا تعلیمیں (۲۳) ایک روزی رقص تھا لیکن ہماری زمین کیلئے نہری پانی، بہت کم تھا لہذا والد صاحب کی وفات کے بعد ہم نے بڑی غربت میں زندگی گزاری ہے۔ خاکسار کی پیدائش زمین پر اپنے ڈیرے پر ہی ہوئی تھی اور میرا بچپن وہیں پر گزر رہے۔ زمین پر مجھے پڑھانے والا کوئی نہ تھا لہذا میں کسی سے قرآن کریم ناظرہ بھی نہ پڑھ سکا۔ ہو سکتا ہے میری تینی اور میرے دینی لحاظ سے اُمی رہنے میں بھی بزرگ و برترت کا کوئی بھید پوشیدہ ہو۔ میری والدہ نے ۱۹۶۱ء کے شروع میں مجھے گورنمنٹ پرائمری سکول ڈاور میں داخل کروایا تھا اور پھر دنیا وی تعلیم میں ایم اے تک خاکسار کا ریکارڈ (record) احمد اللہ بہت اچھا رہا ہے۔ اپنا خاندانی پس منظر (family background) بیان کرنے کا میرا مقصود فقط یہ ہے کہ آپ پر واضح کردوں کہ میرا اسکی مذہبی گرانے یا کسی عالم فاضل خاندان سے تعلق نہیں ہے۔ اگر میں اپنے بارے میں کہوں کہ میں مذہبی نقطہ نظر سے اُمی تھا تو یہ غلط نہیں ہوگا۔ خاکسار کی پہلی زندگی ایک آن پڑھ ماحول اور دیہات میں گزری اور ہاں بچپن سے ہی دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مہدی مسیح موعودؑ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ میرے پاس کوئی ایسے اعمال اور عبادتیں بھی نہیں تھیں جن کی وجہ سے کسی کے ذہن میں مصلح یا مجدد ہیں جانے کا کوئی خیال پیدا ہو سکتا ہو۔ لیکن بچپن سے ہی میرے پاس تینی کے غم اور اپنے علمی اور بے عملی کی بدولت شرمندگی کے آنسوؤں کی دولت ضرور تھی۔ اور اگلا سارا کام محمدی مریم حضرت مہدی مسیح موعود علیہ السلام کی دعائے کیا ہے۔

خس خس چنان قدر نہیں میرا صاحب نوں وڈیا یاں میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا مینوں محل چڑھایا سائیاں عزیزم ظفر صاحب۔ وسط دسمبر ۱۸۸۳ء تک میری زندگی علمی میں گزری اور جماعت احمدیہ میں لوگوں کی تربیت بھی اسی طرح کی گئی ہے کہ خاندان مہدی مسیح موعود سے باہر میرے ایسا یا آپ ایسا کوئی احمدی تصور نہیں کر سکتا کہ اُسکے وجود میں علیم و خبیر خدا اپنے مہدی مسیح موعود سے کیا ہوا ایک عظیم الشان وعدہ پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ زمین و آسمان کے مالک خدا نے اپنے علم میں اس عاجز کو اسکی پیدائش سے بھی پہلے ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی کے مطابق ایک نشان رحمت بنایا ہوا تھا اور پھر پیدائش سے لے کر اپنی عمر کے پونے تیس (۳۰) سال تک الہامی پیشگوئی کی چند نشانیاں بھی اُس نے اس عاجز کے وجود میں پوری کی ہوئی تھیں لیکن پھر بھی وسط دسمبر ۱۸۸۳ء تک اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو ہر شے سے کمل طور پر علم رکھا۔ آج سے کم و پیش اتسیں (۲۹) سال پہلے وسط دسمبر ۱۸۸۳ء لا ہور میں احمدیہ ہو شمل (دارالحمد) میں جب میری عمر پونے تیس (۳۰) سال ہو گئی اور خاکسار اپنے ایم اے کے امتحانات سے فارغ ہو چکا تھا تو ہیں ایک مبارک سجدہ میں میری کایا پلٹ دی گئی اور کھلے کھلے طور پر روح القدس میرے شامل حال ہو گیا۔ (اس واقعہ کی تفصیل میری کتاب غلام مسیح الزماں کے مقدمہ میں میرے خلیفہ رائع صاحب کے نام و سرے خط میں موجود ہے) عزیزم! یہ ایک ایسا طاقتو روحانی واقعہ تھا جس نے نہ صرف مجھے میری بنیاد سے ہلا دیا بلکہ مجھے پوری شدت سے اپنی لپیٹ میں بھی لے لیا۔ اگر خاکسار اپنی کوشش سے اس سحر سے نکلا بھی چاہے تو بھی یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ خاکسار کو اس روحانی واقعہ کے بعد جردو گئی کہ جس زکی غلام (مصلح موعود) کی حضرت مرتضیٰ البیرونی مخدوم احمدؑ کو بشارت دی گئی تھی وہ موعود زکی غلام خلیفہ ثانی نہیں تھا بلکہ تو ہے۔ پہلی دفعہ جب مجھ پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا تو یہ میرے لیے بہت جیرانی کی بات تھی۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے میری پہلی زندگی کے بارے میں بہت ساری باتیں مجھے بتائیں اور بتایا کہ تو بطور موعود زکی غلام مسیح الزماں ہی پیدا ہوا تھا۔ یاد کروہ باتیں جو تیری مال نے تھے کئی دفعہ بتائیں تھیں۔ اسکے بعد اس عاجز نے ان سب باتوں کو یاد کیا اور پھر میں آہستہ آہستہ اپنے رب کے حضور لا جواب سا ہوتا چلا گیا۔ ان واقعات میں سے ایک آدھ آپ کو بھی سناتا ہوں۔

یہ یاد رہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت میں اکثریت نیک لوگوں کی ہے لیکن بدقسمتی سے ان سب کو ایک جبری نظام میں باندھ کر بھیڑ بکریوں کی طرح بے زبان بنادیا گیا ہے۔ یہ عاجز مدعی غلام مسیح الزماں ہونے کے ناطے اپنے مرحوم والد صاحب کی زندگی کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ میرے والدین ۱۹۳۶ء میں تقسیم ہند کے وقت مشرق پنجاب کے ضلع لدھیانہ تحصیل سمنارہ تھانہ ماچھی واڑہ چک لوہٹ سے ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے۔ حضرت مولانا غلام رسول راجکی صاحبؒ کی کتاب حیات قدی جلد سوم کے صفحات ۹۰ پر ہمارے چک لوہٹ کا ذکر موجود ہے۔ میرے محترم والد صاحب نے کوئی طویل عمر نہیں پائی اور ۲۹ سال کی درمیانی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ میرے والد صاحب تین بھائیوں کی اکلوتی نرینہ اولاد تھے۔ اس لحاظ سے آپ اپنی برادری میں سب سے بڑھ کر صاحب حیثیت تھے۔ اسکے باوجود آپ مسکین طبع اور درویش مزاج تھے۔ آپ نے زندگی بھر دنیوی امور میں نزیادہ دلچسپی لی اور نہیں ان میں ملوث ہوئے۔ آپ قانع تھے اور قناعت کو پسند کرتے تھے۔ آپ نے دین کو دنیا پر صحیح معنوں میں مقدم کیا ہوا تھا۔ آپ احمدیت کے شیدائی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معاملہ میں بہت حساس اور محتاط تھے۔ ہماری زمین کے ارد گرد خود و جھاڑیوں کا ایک ریتلہ صحراء تھا۔ خاکسار یہاں اپنے والد صاحب کی نیکی اور زہر و تقویٰ کا ایک واقعہ بیان کرتا ہے۔ میری مرحوم والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ مجھے کئی دفعہ بتایا تھا۔ میرے والد صاحب نے اپنی آڈھی سے زیادہ زمین مزارعین کو دے رکھتی تھی۔ جب یہ مزارعین رات کو آپاشی کیا کرتے تو آڈھی رات کے بعد وہ کھیتوں کے نزدیک جھاڑیوں میں سے میرے والد صاحب کی رو نے کی آوازیں سن کرتے تھے۔ یہ مزارعین صبح ہونے پر اپنی بیویوں کو بتاتے کہ ہم رات کو جھاڑیوں میں سے چوبدری شیر محمد کی رونے کی آوازیں سنتے ہیں۔ مزارعین کی بیویاں میری والدہ صاحبہ سے پوچھتیں کہ کیا تمہارے گھر میں میاں بیوی کے درمیان کوئی جھگڑا ہے؟ ہمارے خاوند ہمیں بتاتے ہیں کہ وہ اکثر رات کو جھاڑیوں میں سے چوبدری صاحب کی رو نے کی آوازیں سن کرتے ہیں۔ میری والدہ نے انہیں سمجھایا کہ ہمارے گھر میں کوئی جھگڑا نہیں ہے اور الحمد للہ ہم بہت خوش ہیں۔ میرا خاوند خدا پرست انسان ہے اور آڈھی رات کے بعد وہ باہر جا کر تہائی میں اپنے رب کے حضور التجا عیں اور دعا نہیں کرتے ہیں۔ مجھے علم ہے بلاشبہ ہم احمدیوں میں سے اکثریت کے والدین نیک ہو گئے اور میرے محترم والد صاحب کی ایسی پاک زندگی میرے دعویٰ کیلئے شاید کسی کے واسطے کافی دلیل نہ ہو سکے لیکن یہ بھی کبھی نہ بھولیں اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایسے دعا گو باپ کا سب سے چھوٹا بیٹا (جس کو وہ اپنی وفات کے وقت انسانوں کی بجائے اپنے خدا کے سپرد کر کے گیا ہو) بڑا ہو کر جھوٹی عزت اور شہرت کی خاطر خدا کے نام پر جھوٹ بولنا شروع کر دے؟ ۲۰۰۷ء فروری ۲۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی میں موعود زکی غلام کی ایک نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ پیشگوئی کے یہ لفاظ بتارہ ہے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں آئندہ ظاہر ہونیوالا یہ موعود زکی غلام یقیناً یقیناً ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے مشیر الہامی کلام میں ایسے الفاظ کسی یقین پچے کے متعلق ہی فرمائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے رسول سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق فرماتا ہے۔ **أَلَّمْ يَجِدُكَ يَتِيمًا فَأَوْيِ** (خی۔ ۷) کیا اُس نے تجھے یقین پا کر (اپنے زیر سایہ) جلنے نہیں دی۔

یہ عاجز چھ ماہ کا شیر خوار بچہ تھا جب میرے محترم والد صاحب اپنے شیر خوار بچے کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی میں دے کر اس دارالفنون سے کوچ کر گئے انا اللہ وانا الیه راجعون۔ محترم والد صاحب نے اس عاجز کو اللہ تعالیٰ کی سپردگی میں کیسے دیا؟ یہ واقعہ بھی میری مرحوم والدہ محترم غلام فاطمہ صاحبہ نے مجھے وسط دسمبر ۱۹۸۳ء سے پہلے کئی دفعہ بتایا تھا لیکن الہی انشاف سے پہلے میں اسے بھی ہمیشہ ایک معمولی واقعہ سمجھتا رہا۔ یہ سمجھنے والد صاحب کی دوچھوٹی بہنیں تھیں۔ جب میرے والد صاحب بستر مرگ پر تھے تو میری دونوں چھوپھیاں اپنے اکلوتے بھائی کو ملنے کیلئے ہمارے گھر آئیں۔ میرے والد صاحب کی وفات کے چند دن پہلے ایک دن میری دونوں چھوپھیاں اپنے بھائی کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں۔ میری چھوٹی چھوپھی نے اس عاجز کو اپنی باہوں میں لے کر اپنے بیمار اور قریب المرگ بھائی سے بڑی درد بھری آواز میں کہا کہ بھائی آپ کے دوسرا بچے تو کچھ بڑے ہیں لیکن عبد الغفار تو صرف چھ ماہ کا ہے۔ آپ اسے کس کے حوالے کر کے جا رہے ہیں؟ بستر مرگ پر بڑے ہوئے میرے والد صاحب نے جواباً خاموشی کیسا تھا اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اشارتاً انہیں بتایا کہ میں نے اس شیر خوار بچے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے۔ واضح ہو کہ بالعموم ہر فوت ہونیوالا وجود اپنے اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے ہی جاتا ہے اور پھر یہ بھی کہ بلاشبہ میری طرح جماعت احمدیہ میں بہت سارے بچے یقین ہوئے ہو گئے تھیں کہ بہت سارے ایسے احمدی بھی ہوں گے جو پیدائشی یقین ہو گئے لیکن سوال ہے کہ اس وقت جماعت احمدیہ میں کوئی ایسا احمدی ہے جس کے والد نے مرتے وقت اسے میری طرح بطور خاص اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیا ہو؟ مجھے یقین ہے شاید میرے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا اور اس طرح جب میں وسط دسمبر ۱۹۸۳ء سے پہلے کی اپنی سابقہ زندگی پر نظر ڈالتا ہوں تو بلاشبہ الہامی پیشگوئی میں مذکور الہامی الفاظ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا کے مطابق میری زندگی اللہ تعالیٰ کے زیر سایہ ہی گزری ہے۔

خاکسار نے مارچ ۱۹۷۶ء میں میرک تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے پاس کیا تھا۔ ہائی سکول میں میرے سائنس کے مضمادات تھے۔ میرک میں نے فرست ڈویژن میں پاس کیا اور سکول میں میری تیسری پوزیشن تھی۔ میر احمد جاوید جو خلیف رابع صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری رہے ہیں اور آجکل بھی شاید موجود غلیفہ صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری ہوں وہ دسویں کلاس میں میرے کلاس فیلو تھے۔ میرک کے بعد میں نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخلہ لیا لیکن اپنی تعلیم باقاعدگی کیسا تھا جاری نہ رکھ سکا۔ کچھ وقت کیلئے میں نے اپنے

بھائیوں کو یہ بتانے کیلئے کھیتی باری کس طرح کرنی چاہیے زمین پر بھی کام کیا۔ اس دوران میں نے انفرادی (privately) طور پر ایف اے اور بی اے کے امتحانات اچھے نمبروں میں پاس کر لیے۔ آغاز سے ہی میرے بھائیوں نے میرے دل میں علم کا شوق اور جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ اپنے تعلیمی سفر (career) کے دوران خاکسار ہمیشہ کلاس کا خاموش ترین طالبعلم رہا ہے۔ میرے تمام ہم جماعت (classfellows) اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ میری یہ خاموشی خود ساختہ نہیں تھی۔ اچھی یا بُری بہر حال یہ میری فطرت کا حصہ تھی۔ دوران تعلیم میں ایک اچھا طالبعلم رہا ہوں۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں ایک ذہین طالبعلم تھا تب بھی یہ غلط نہیں ہے لیکن میں غیر معمولی یا سخت ذہین و فہیم ہرگز نہیں تھا۔ مجھے اپنی آپ بنتی سے اب یقین ہو گیا ہے کہ انسان پیدائشی طور پر سخت ذہین و فہیم نہیں ہوا کرتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ ہے جو انہیں سخت ذہین و فہیم بنایا کرتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کس طرح سخت ذہین بناتا ہے۔؟؟؟ ثبوت کیلئے میں یہاں سر اسحاق نیوٹن کی مثال پیش کرتا ہوں۔ یہ یاد رہے کہ اسحاق نیوٹن (Sir Isaac Newton 1643-1727) دوران تعلیم ایک عام سا (normal) طالبعلم تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے سخت ذہین و فہیم کیسے بنایا؟؟ نیوٹن کا ایک ہم عصر مصنف (William Stukeley) اپنی کتاب (Memoirs of Sir Isaac Newton's Life) میں نیوٹن سے اپنی گفتگو کا ایک واقعہ لکھتا ہے جس میں نیوٹن نے اُسے کہا تھا:-

"When formerly, the notion of gravitation came into his mind. It was occasioned by the fall of an apple, as he sat in contemplative mood. Why should that apple always descend perpendicularly to the ground, thought he to himself. Why should it not go sideways or upward, but constantly to the Earth's center."

"پہلے پہلے کشش قلقل کا خیال جب میرے ذہن میں آیا تو میرے غور و فکر کے دوران ایک سب کا گرنا اس کا باعث بنا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ سب ہمیشہ زمین کی طرف ععودی حالت میں کیوں گرتا ہے؟ یہ پہلوؤں کی جانب یا اوپر کی طرف جانے کی بجائے ہمیشہ زمین کے مرکز کی طرف کیوں گرتا ہے؟"

اسی طرح ماٹیکل واٹ (Michael White) نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"Newton himself often told that story that he was inspired to formulate his theory of gravitation by watching the fall of an apple from a tree." (White, Michael (1997). Isaac Newton: The Last Sorcerer. p. 86)

"نیوٹن نے اکثر خود یہ بیان کیا کہ درخت سے سب گرنے کے مشاہدے کے وقت الہام کے نتیجہ میں میں نے کشش قلقل کا نظر یوں دیکھا تھا۔" یہ یاد رہے کہ ہم جانتے ہیں کہ زمین پر سب کا گرنا ایک معمولی سا واقعہ ہے۔ نیوٹن سے پہلے بھی بہت سارے لوگوں نے سیبوں یا انہیں حتیٰ کہ پتھروں کو زمین پر گرتے دیکھا ہوگا۔ اس قسم کے واقعات میں بیشمار لوگوں کے سر بھی زخمی ہوئے ہو گئے لیکن ان میں سے کسی کی اس معمولی واقعہ پر توجہ مرکوز نہ ہوئی کہ چیزیں زمین کی طرف کیوں گرتی ہیں؟ جب نیوٹن نے سب کو زمین پر گرتے دیکھا تو اسی لحاؤ سے اشارہ ہوا کہ یہ سب زمین پر کیوں گرا ہے؟؟؟ یہ سب اوپر کی طرف کیوں نہیں گیا؟ واسطہ رہے کہ وہی اور الہام کے لغوی معانی ہیں (۱) کسی کام پر مبجوث کرنا (۲) دل میں بات ڈالنا (۳) اشارے سے بات سمجھانا (۴) کسی پیغام برکی معرفت پیغام بھیجننا (۵) لکھنا (۶) دوسروں سے چھپا کر بات کرنا (۷) حکم دینا وغیرہ۔ (حوالہ تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۱۹)

میں اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر کہتا ہوں کہ یہ اشارہ اور یہ سوال دونوں نیوٹن کیلئے بڑے مبارک ثابت ہوئے۔ (اولاً) اگر یہ اشارہ نیوٹن کو نہ ہوتا اور اگر یہ سوال اُسکے ذہن میں پیدا نہ ہوتا تو قانون کشش قلقل (Law of Gravitation) کیسے دریافت ہوتا؟ سب کے گرنے کے متعلق اشارے اور اسکے نتیجہ میں پیدا ہونے والے سوال نے نیوٹن کو غیر معمولی یا سخت ذہین و فہیم بنادیا۔ (ثانیاً) ساڑھے تین سو سال پہلے جب نیوٹن نے اپنے اردو گرد کے لوگوں سے یہ کہا ہوگا کہ "زمین چیزوں کو اپنے مرکز کی طرف کھینچتی ہے" تو یقیناً شروع شروع میں بعض لوگ اُس پر منہے ہو گئے۔ ہو سکتا ہے بعض نے یہ بھی کہہ دیا ہو کہ اُرے نیوٹن! کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ جب کوئی چیز زمین پر گرتی ہے تو اس عمل میں زمین کی کشش کہاں سے آئی؟ چیزیں تو ہمیشہ اوپر سے نیچے کی طرف ہی گر کرتی ہیں۔ یہ اوپر کی طرف تو نہیں اُرستیں؟ یہ ایک عام فہم سا واقعہ ہے۔ اس میں نیا پن کیا ہے؟ وغیرہ۔ میرے محترم۔ امر واقع یہ ہے کہ یہ ایک عام فہم سا واقعہ نہیں تھا بلکہ یہ وہ واقعہ تھا جس نے اسحاق نیوٹن کو جدید سائنس کا امام بنادیا۔

(۲) **خاکسار کی روحانی واردات کا آغاز۔** ۸۷ء کی بات ہے تب میں بی اے کا طالبعلم تھا اور میں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے صمیم قلب سے پختہ عزم کیا ہوا تھا۔ یہ میری دلی خواہش تھی کہ جب میں پی ایچ ڈی کیلئے مقالہ لکھوں تو اس میں اسلام کو سرمایہ داری (capitalism) اور اشتراکیت (communism) کے مقابلہ میں ایک بہترین اور قابل عمل نظام ثابت کروں۔ اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ اس قسم کے خیالات کہاں سے اور کیوں میرے دل و دماغ میں آتے ہیں۔ ان دونوں میں نے آگے پیچھے کافی مبارک خواہیں دیکھی تھیں۔ یہاں میں صرف ایک خواب کا ذکر کرتا ہوں کیونکہ اس کا میرے روحانی واقعہ سے تعلق ہے۔ خواب سے پہلے ایک عجیب و غریب واقعہ بھی لکھتا

ہوں جس کا خواب سے گھر اتعلق ہے۔ ۱۹۸۷ء کے آخر یا ۱۹۸۸ء کے آغاز کی بات ہے کہ ایک دن میں ڈاور سے ربوہ اپنے گھر جو دارالصدر غربی میں واقع ہے شام کے وقت آیا نمازِ عشاء سے پہلے میں نے محسوس کیا کہ میرے دل میں کچھ منظوم فقرات پیدا ہو رہے ہیں۔ اگرچہ میں نے زندگی میں بھی شعر نہیں کہے اور نہ ہی طبیعت اس طرف مائل ہے لیکن پھر بھی یہ فقرات کچھ منظوم تھے۔ ہو سکتا ہے یہ منظوم فقرات شاعری کے معیار پر پورے نہ اترتے ہوں لیکن بلاشبہ ان میں شاعرانہ یہجان اور چاشنی ضرور پائی جاتی ہے۔ چند منٹوں کے بعد میں نے یہ منظوم فقرات لکھ لیے۔ اگلے دن میں نے محسوس کیا کہ یہ تو بڑی عظیم الشان دعا ہے اور اسے نماز میں پڑھنا چاہیے۔ میں نے یہ منظوم فقرات اپنی ماں کو بھی پڑھ کر سنائے اور دیگر چند دوستوں کو بھی سنائے اور انہیں نصیحت کی کہ یہ دعا آپ بھی نماز میں پڑھا کریں۔ میں خوب بھی اس دعا کو حسب توفیق نماز میں پڑھتا رہا۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ جب یہ فقرات میرے دل میں پیدا ہوئے تھے تو اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ یہ فقرات غالب سے میرے دل میں ڈالے گئے ہیں۔ یہ منظوم فقرات درج زیل ہیں:-

### ایک عظیم الشان منظوم دعا

اے میرے اللہاب تو میری پکار سن لے  
بخشش کا میں ہوں طالب، میرے غفارن لے

میں گنہ گار بندہ در پہ ہوں تیرے آیا  
شرمندگی کے آنسو اپنے ہوں ساتھ لا لیا  
گلیوں میں رو رہا ہوں، آنسو بہا رہا ہوں  
در در کی ٹھوکریں، اے ماںک میں کھارا ہوں  
تو پاک مجھ کو کردے اور نیک بھی بنادے  
اسلام کی محبت، دل میں میرے بھادے  
ہر آن رکھوں دیں کو دنیا پہ میں مقدم  
اسلام کی فتح کا، ہو فکر مجھ کو ہرم  
اسلام کی صداقت دنیا میں، میں پھیلاوں  
شعیع ہدایت، ہر گھر میں، میں جلاوں  
اسلام پر جوں میں، اسلام پر، مروں میں  
ہر قطرہ اپنے خوں کا، اس کی نظر کروں میں  
برائی سے بچوں، اور زبان پہ ہو صداقت  
تیرے چین کا گل ہوں گل کی تو کر حفاظت

منظوم دعا یہ اشعار سے متعلقہ واقعہ کے چند ماہ بعد میں ایک خواب دیکھتا ہوں۔ ربوہ اور لا یاں کے درمیان ایک ندی تھی جو اب خشک ہو چکی ہے۔ دریائے چناب میں جب کبھی اوپنے درجے کا سیالاب آتا تھا تو سیالابی پانی سے یہ ندی بھی بھر جاتی تھی۔ ”خواب میں دیکھتا ہوں کہ اس ندی کے دونوں کناروں پر تھوڑا تھوڑا اسہبہ تھا۔ ندی کے شمال مغربی کنارے پر میں خواب میں اچانک اپنے آپ کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے رُو بُرُو و کھڑا پاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ ”غفار نماز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دعا کرو۔“ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف دعا کیلئے اٹھا لیے اور اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور درج بالا منظوم دعا یہ اشعار پڑھ رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔“

(۳) پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ ۱۹۸۷ء کے شروع میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کی خاطر میں پنجاب یونیورسٹی لا ہور میں داخل ہونا چاہتا تھا لیکن اپنی غربت کے باعث ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ اس وقت میرے پاس موروثی سات (۷) ایک ٹریزری زیمن تھی۔ میں نے اپنی تعلیم کی تکمیل کیلئے یہ زیمن رہن رکھ کر کچھ قسم حاصل کر لی۔ پہنچ کل سائنس میں ماٹر

کرنے کیلئے میں شعبہ سیاست میں داخل ہو گیا۔ پندرہویں (fifth year) کلاس میں کل پانچ بیپروں میں سے دو (۲) بیپر سیاسی فلسفہ (political thought) کے تھے۔ مسلم سیاسی فلسفہ اور مغربی سیاسی فلسفہ کے تحت ہم نے بہت سارے مغربی سیاسی مفکرین بشمول سقراط (Socrates)، افلاطون (Plato) اور ارسطو (Aristotle) کا مطالعہ کیا۔ سقراط کا مطالعہ کرتے وقت ہم نے اُس کے مشہور و معروف تصور "نیکی علم ہے" (Virtue is Knowledge) کو بھی بڑھا۔ فلسفہ کی کتب میں اس سقراطی تصور کو محض ایک اخلاقی نظریہ سمجھتے ہوئے اسکی تشریح کی گئی تھی کہ اگر کسی انسان کے پاس نیکی یعنی نیک کام کا علم ہوتا پھر وہ نیک کام کر سکتا ہے۔ میرے دل و ماغ نے سقراطی تصور کی اس تشریح کو قبول نہ کیا۔ میرے دل و ماغ میں یہ سوال پیدا ہو گیا کہ کسرور اس سقراطی تصور کا مطلب کچھ اور ہے اور اس پر غور فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لمحے مجھے قطعاً احساس نہ ہوا کہ یہ اشارہ اور سوال میرے دل میں غائب سے ڈالے گئے ہیں۔ اس وقت بہر حال امتحان کا دباؤ تھا۔ میں نے امتحانی نقطہ نظر سے مردوجہ تشریح کو ذہن میں رکھا اور دل میں ٹھان لی کہ جب کبھی کچھ وقت میسر آیا تو اس سقراطی تصور "نیکی علم ہے" پر ضرور غور فکر کر کے اسکی ماہیت جانے کی کوشش کروں گا۔ ستمبر ۱۹۸۳ء میں خاکسار ایک اے کے امتحانات سے فارغ ہو چکا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میں بہت اچھے نمبروں میں کامیاب ہوں گا۔ میں نے مزید اعلیٰ تعلیم کیلئے چند غیر ملکی یونیورسٹیوں کو لکھا اور جواباً انہوں نے مجھے اپنے کیفیت نامے (prospectus) پہچھے۔ ہر یونیورسٹی کا پیشگوئی دس ہزار روپیہ (10000 \$) کا مطالبة تھا جس میں سالانہ فیس کے علاوہ دیگر اخراجات شامل تھے۔ اس وقت میرے پاس فروخت کرنے کیلئے قلم کی تکمیل کیلئے فکر مند تھا لیکن تقدیر نے میرے لیکوئی اور فیصلہ کر رکھا تھا۔ لیکن میرا یہ مکان بھی میرے بھائیوں کے قبضہ میں تھا۔ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس وقت میں تو اپنی دنیوی تعلیم کی تکمیل کیلئے فکر مند تھا لیکن تقدیر نے میرے لیکوئی اور فیصلہ کر رکھا تھا۔۔۔ من درچ خیالم و فلک درچ خیال

**مد کیلے درخواست**۔ میں نے خلیفہ ثالث کے بہت سارے خطبات سنے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے خطبات میں بہت دفعہ کہا تھا کہ کوئی بھی ذہن احمدی بچ مالی مشکلات کی وجہ سے ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اس مشکل وقت میں مجھے مرا طاہر احمد صاحب کا وہ وعدہ یاد آگیا جو آپ نے کسی زمانے میں میرے ساتھ کیا تھا۔ اس وعدہ کی تفصیل میری کتاب غلام مسیح الزماں کے مقدمہ میں موجود ہے۔ اس وقت مرا طاہر احمد صاحب صرف مرا طاہر احمد نہیں تھے بلکہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ رائج بھی تھے۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء کے شروع میں خاکسار نے ایک خط لکھ کر انہیں ان کا وعدہ یاد دلایا۔ میں نے اپنی تعلیم کی تکمیل کیلئے انہیں وظیفہ کیلے درخواست کی تھی۔ میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر مجھے وظیفہ دینا جماعت کیلئے ممکن نہ ہو تو مجھے قرض حسن دیدیا جائے۔ تعلیم کامل کرنے کے بعد میرے لیے جتنی جلدی ممکن ہوا میں یہ قرض حسنہ واپس کر دوں گا۔ خلیفہ رائج صاحب نے میرے خط کا جواب دیا وہ میرے لیے کافی عجیب اور مایوس کن تھا۔ انہوں نے میری درخواست کو نہ ہی منظور کیا اور نہ ہی رد کیا۔ بڑا سیاسی قسم کا جواب تھا۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ اگر ناظر تعلیم (Minister of education) آپ کو وظیفہ دے دیں تو میں اس میں مداخلت نہیں کروں گا۔ اس طرح خلیفہ رائج صاحب نے اپنا وعدہ پورا کرنے کی بجائے ٹال مٹول کر کے مجھے ناظر تعلیم صاحب کے پاس بھیج دیا۔ بعد ازاں جب میں ناظر تعلیم صاحب سے ملا اور خلیفہ رائج صاحب کا جواب خطأ نکلے آگے رکھا تو انہوں نے فوراً کسی مدد سے انکار کر دیا۔ بہر حال خلیفہ رائج صاحب کے جواب نے مجھے انتہائی مایوس اور افسردہ کر دیا۔ مجھ پر غنوں اور مایوسیوں کا پہاڑ آن گرا۔ میرا دل ٹوٹ گیا اور وہ وعدہ جسے میں عرصہ سے بتانا کر پوچھتا پھر باتھا چور ہو گیا۔ دو گھنٹی صبر سے کام اوسا تھیو! آفتِ ظلمت و جوڑل جائے گی آدمون سے نکرا کے طوفان کا رُخ پلٹ جائے گا۔ گارت بد جائے گی بعض اوقات زندگی کے حادث کس طرح انسانی زندگی کا رُخ موڑ دیتے ہیں اور بظاہر دل شکنی، مایوسی، ناکامی اور ابتلاء اپنے اندر کس قدر بہتری اور رحمت (Blessing) کا پیغام لاتا ہے انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ انسان جب کسی ابتلاء سے گزرتا ہے تو اسے دکھ ہوتا ہے، کبھی کبھی مایوسی اس کے رُگ و پے میں پھیل جاتی ہے اور بعض اوقات وہ اپنے آپ کو کوئی نگاتا ہے لیکن وقت گزرنے کے بعد اس پر راز کھلتا ہے کہ اس مایوسی، مشکل، ناکامی اور ابتلاء میں اُس کیلئے بہتری اور کامیابی پوشیدہ تھی۔ اگر خلیفہ رائج صاحب اپنے وعدہ کے مطابق مجھے وظیفہ یا قرض حسنہ دے دیتے اور میرا دل نہ ٹوٹا تو زیادہ سے زیادہ کسی غیر ملکی یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے میں کسی کا لجایا یوں یونیورسٹی میں پر وفسیر ہو جاتا۔ اب میں سوچتا ہوں کہ قدرت نے میری مدد کی درخواست کے استرداد کو میرے لیے رحمت بنا دیا۔ جس ناکامی نے مجھے بظاہر غمزدہ کیا اسی ناکامی میں میری کامیابی پوشیدہ تھی۔ لہذا ہمیں وقتی طور پر مسائل، مصائب اور ناکامیوں سے دل برداشتہ ہو کر اپنی قسمت کو نہیں کو سنا چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے انہی ناکامیوں میں ہماری کامیابی مضمیر ہو۔ جب ایک ٹوٹے ہوئے دل سے دعا نکلتی ہے تو ہمارا مالک اور پیدا کرنیوالا کسی مضطرب کی دعا کو کس طرح اور کس جلدی سے شرف قبولیت بخشتا ہے مجھے اس کا علم نہیں تھا۔ اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَقْمِنْ يَجِيِّبُ الْمُضْطَرَ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ إِلَهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلٌ مَا تَنَّ كَرُونَ (المل ۲۳) بھلاکون کسی بے قرار کی فریاد کو سنتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے اور (اسکی) تکلیف کو دور کر دیتا ہے اور وہ تم (دعا کرنیوالے انسانوں) کو (ایک دن) ساری زمین کا خلیفہ بنادے گا۔ کیا (اس قادر مطلق) اللہ کے سوا کوئی اور معبدو ہے؟ تم میں سے بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہیں۔

اسی ضمن میں میاں محمد بخشش فرماتے ہیں ۔ مسجد ڈھادے مندرجہادے ڈھادے جو کچھ ڈھیندہ ہا اک بندیاں داول ناں ڈھائیں رہ دلاں وچ ریندھا

(۲) لاہور کے احمدیہ ہوٹل دارالحمد میں ایک مبارک سجدہ نومبر ۱۹۸۳ء کے شروع میں خاکسار اسی غمزدہ حالت میں ربوہ سے واپس لاہور چلا آیا۔ جب اہل دنیا مجھے چھوڑ گئے اور خدا کے بنائے ہوئے خلیفوں کے وعدے بدل گئے تو پھر اللہ تعالیٰ نے میری غمگساری فرماتے ہوئے مجھے اپنی مد کا پختہ یقین دلا دیا۔ اُس نے مجھے تسلی دی اور اپنی رحمت کی چادر میں مجھے لپیٹ لیا۔ امر واقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے پیدائشی طور پر ہی اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹا ہوا تھا لیکن مجھے اسکی خیر نہیں تھی۔ اس وقت مجھے پتہ چلا کہ اس کا نات کا ایک زندہ اور قادر خدا ہے جو ہر کام کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اُسکے آگے کچھ بھی ناممکن نہیں۔ اس بے بی اور بے قراری کی حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا کھلا کھلا اظہار مجھ پر فرمایا اور اس کا کھلا کھلا پیار میرے شامل حال ہو گیا۔ مثل مشہور ہے کہ رحمت حق بہانی جو یہ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے۔ میرے لیے یہ بہانہ کیسے بننا؟ یہ واقعہ کچھ اس طرح ہے۔ ان دونوں لاہور میں احمدی طباء کی ایک ٹیلنٹ کلب (Talent club of ahmadiyya students) کلب کا نمبر تھا۔ کلب کے ماہانہ اجلاس میں کسی ممبر نے اپنے مضمون (subject) میں سے کوئی موضوع (topic) لے کر اُس پر قرآن کریم کی روشنی میں لپکھ دینا ہوتا تھا۔ جب میں ربوہ سے لاہور واپس گیا تو کلب کے منتظم نے مجھے ماہ دسمبر کے اجلاس میں لپکھ دینے کیلئے کہا۔ میں نے حامی بھرلی۔ میں نے ان دونوں سقراطی تصور "یہی علم ہے" پر غور و فکر شروع کر رکھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ میں اسی نظریہ کے متعلق ماہانہ اجلاس میں لپکھ بھی دے دوں گا۔ بظاہر یہ سقراطی نظریہ (virtue is knowledge) بہت سادہ اور آسان لگتا ہے لیکن جب میں نے اسکے متعلق غور و فکر شروع کیا تو یہ ایک انتہائی مشکل معمہ ثابت ہوا۔ جب میں نے بعد میں فلسفہ کا مطالعہ کیا تو مجھے علم ہوا کہ سقراط کے اس تصور کو دنیا نے فلسفہ میں بطور اخلاقی نظریہ (ethical theory) سمجھا اور پڑھایا جاتا ہے۔ جبکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ نظریہ اخلاقی نظریہ ہونے کی بجائے ایک علمی نظریہ (theory of knowledge) تھا کیونکہ اس نظریہ میں علم کو یہی کیسا تھہ تشبیہ دے کر علم کی ماہیت کو سمجھنے کی طرف را ہمنائی فرمائی گئی ہے۔ اب سوال یہ تھا کہ جب تک ہمیں یہی کی ماہیت کا پتہ نہیں چلتا اُس وقت تک ہم علم کو نہیں جان سکتے کیونکہ اس نظریہ کے مطابق یہی اور علم ایک ہی شے (one and the same) کے دوناں ہیں۔ اب میری مشکل یہ تھی کہ یہی کیا ہے؟؟ میں نے دو یا تین بھتی تک بڑی محنت کی اور اپنی ذہنی صلاحیتوں کا انتہائی حد تک استعمال کیا لیکن نتیجہ صفر تھا۔ اس وقت مجھے شرمندگی محسوس ہوئی کہ اگر چہ میں نے ایک اے کیا ہے اور میں ایک بہترین طالبعلم رہا ہوں لیکن مجھے یہ تک پہنچنے کا علم کیا ہے؟ اسی سوچ بچار میں وسط دسمبر کے قریب جمعہ کا ایک مبارک دن آگیا۔ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد اپنے کمرے میں آ کر میں نے پھر یہی کی ماہیت کے متعلق غور و فکر شروع کر دیا۔ اس وقت میں جسمانی اور ذہنی طور پر کافی تھک چکا تھا۔ میں خیال کرنے لگا کہ یہی کی ماہیت کو جانتا میرے بس کی بات نہیں۔ اس وقت میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ کیوں نہ اس سوال کا جواب علم و خیر ہستی سے پوچھا جائے؟ میرے دل میں دعا کیلئے کافی جوش پیدا ہو گیا۔ میں چار پائی پر بیٹھے بیٹھے قبلہ رخ کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا۔ حصول علم کیلئے اللہ تعالیٰ نے چند دعا عین حضرت مہدی مسیح موعودؑ کو اہلام فرمائی ہوئی تھیں۔ میں نے یہ اہلامی دعا نئی زبانی یاد کی ہوئی تھیں اور میں ان دعاوں کو حسب توفیق نماز میں بھی پڑھا کرتا تھا۔ میں نے سجدہ میں ان اہلامی دعاوں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ اہلامی دعا نئی درج ذیل ہیں:-

(۱) رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ (سورۃ طہ۔ ۱۱۵ / تذکرہ صفحہ ۳۱۰)۔ اے میرے رب! مجھے میرے علم میں زیادتی عطا فرما۔

(۲) رَبِّ عَلِمِنِي مَا هُوَ خَيْرٌ عِنْدَكَ۔ (تذکرہ صفحہ ۵۵۸) اے میرے رب! مجھے وہ کچھ سکھلا جو تیرے نزدیک ہے۔

(۳) رَبِّ أَرِنِي آتُوا رَكَكُلْيَةً۔ (تذکرہ صفحہ ۵۳۲) اے میرے رب! مجھے اپنے وہ تمام انوار دکھلا جو محیط کل ہیں۔

(۴) رَبِّ أَرِنِي حَقَائِقَ الْأَشْيَاءِ۔ (تذکرہ صفحہ ۶۱۳) اے میرے رب! مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔

(۵) اے آزلی ابدی خدا! مجھے زندگی کا شربت پلا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۰۰)

عزیزم ظفر صاحب۔ حضورؐ کی ان اہلامی دعاوں کو میں سجدہ میں آٹھ (۸) سے دس (۱۰) منٹ تک پڑھتا رہا۔ اس حالت میں نہ صرف مجھے احساس ہوا بلکہ یقین بھی ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری فریاد کن لی ہے۔ اور سجدے میں ہی "یہی کی ماہیت" کے متعلق بہت سارا علم میرے دل و دماغ میں سرایت کر گیا اور میری کا یا پلٹ گئی۔ سجدہ سے اٹھنے کے بعد میں بہت خوش تھا اور میری تمام جسمانی اور ذہنی تھکاؤٹ دور ہو چکی تھی۔ اس وقت خاکسار آپ کو حلقا کہتا ہے کہ سجدہ سے اٹھنے کے بعد میں سجدہ میں جانے سے پہلے والا عبد الغفار نہیں تھا بلکہ ایک نیا عبد الغفار تھا۔ میں نہیں جانتا کہ سجدہ میں میرے ساتھ کیا ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے:- "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ" اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرمادیتا ہے کہ ہو جاتا وہ ہو جاتی ہے۔ (سورۃ یسین۔ ۸۳) شاید کچھ ایسی ہی بات سجدہ میں میرے ساتھ ہو گئی تھی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میرے ساتھ کیا ہوا؟ اُسی دن یا اگلے دن شام کے وقت "Virtue is God" کا مجھے اہلام ہو گیا۔ اُسکے بعد خدا کی قسم ۔

جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا۔ آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا  
شکر اللہ! مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدال۔ کیا ہوا گر تو مکا دل سنگ خارا ہو گیا

اس کے بعد یہ سلسہ شروع ہو گیا کہ میری سوچ اور کوشش کے بغیر اچانک بعض معلومات میرے دل و دماغ میں آنی شروع ہو گئیں۔ اس پر میں نے محسوس کیا کہ مذہب اور علم سے متعلق گہرے سر بستہ راز (mysteries) کا غیب سے مجھ پر اکشاف کیا جا رہا ہے۔ پھر انہی اطلاعات (informations) کی روشنی میں خاکسار نے الہی نظریہ (Divine theory) ”نیک خدا ہے“ (Virtue is God) لکھا۔ جب میں نے یہ الہی نظریہ لکھ لیا تب مجھے بتایا گیا کہ دیکھ یہ الہی نظریہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی میں بیان فرمودہ زکی غلام کی مخصوص نشانیوں سے منضبط ہوا ہے۔ لہذا اس کا دوسرا نام ”۲۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی کی حقیقت“ بھی ہے۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی کا حضرت مہدی مسیح موعودؑ کے کسی جسمانی لڑکے پر اطلاق نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ سب پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر ہیں۔ اس وجہ سے خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر ایک جھوٹا دعویٰ تھا۔ وہ زکی غلام (مصلح موعود) نہیں تھا بلکہ وہ حضرت مہدی مسیح موعودؑ کے بعد آپ کی جماعت میں ایک مصلح موعود کی بعثت کی وجہ بننے والا تھا۔ وسط دسمبر ۱۸۸۳ء کے بعد سے اب تک جو کچھ میں نے لکھا ہے یا آئندہ لکھوں گا یہ سب اس مبارک سجدے کا شمر ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ (۱) واضح ہو کہ کوہ طور پر آگ دیکھنے کے بعد جو حضرت موسیٰؐ کے ساتھ ہوا، غارِ حرام میں جو حسن انسانیت سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا، گورا سپور میں ایک رات جو حضرت مرزا غلام احمدؒ کے ساتھ ہوا (روحانی خزانہ جلد ۱۸ صفحات ۲۱۶-۲۲۳ / تذکرہ صحیح ۲۳-۲۲) وہی کچھ احمد یہ ہو شد دار الحمد لا ہور میں ایک مبارک سجدہ میں میرے ساتھ ہو گیا۔ جس طرح ان روحانی واقعات میں یہ سب پاک اور چنیدہ و جو مخصوص مقاصد (missions) کیلئے مقرر یا مأمور فرمادیے گئے تھے اسی طرح یہ عاجز بھی اپنے روحانی واقعہ میں جماعت احمد یہ کی اصلاح کیلئے مقرر فرمادیا گیا اور میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس واقعہ سے پہلے میری زندگی میں اس قسم کا کوئی خیال میرے خواب و خیال میں بھی نہیں آیا تھا اور یہ سب کچھ میرے ساتھ اچانک ہوا۔

(۲) کوئی انسان بھی سوال کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا (سوائے جماعت احمد یہ قادیانی گروپ کے جو کہتی ہے سوال نہیں صرف اطاعت۔ نقل) حتیٰ کہ ہمارے پیارے آقا اور سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سوال کو **نصف علم** قرار دیا ہے۔ نیوٹن نے کہا کہ جب اُس نے ایک سبب کو زمین پر گرتے دیکھا تو اُسکے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ یہ سبب اوپر کی بجائے زمین کی طرف کیوں گرا ہے؟ اُس نے کہا کہ اس وقت مجھے الہام ہوا تھا۔ بلاشبہ نیوٹن نے یہ سچ کہا تھا۔ مزید برآں مجھے لیکن ہے کہ جب پہلے پہلے نیوٹن نے اپنے ارد گرد کے لوگوں کو کہا ہو گا کہ زمین چیزوں کو اپنی طرف کھینچتے ہے تو ان میں سے بہت سارے بیوقوف اُس پر بننے ہوئے۔ شاید انگلش چرچ نے بھی کہہ دیا ہو کہ نیوٹن بیچارہ دماغی فتور میں مبتلاء ہو گیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں ایسا ہی واقعہ میرے ساتھ بھی ہوا۔ یونیورسٹی میں جب پہلی دفعہ سقراطی تصور ”نیکی علم ہے“ (Virtue is Knowledge) میری نظر وہ میں نے اسکی تشریح کو پڑھا تو میرے دل میں بھی یہ سوال ڈالا گیا کہ سقراطی تصور کے یہ معنی نہیں ہیں جو آج تک سمجھے گئے ہیں۔ اس تصور کی حقیقت کچھ اور ہے جو اس میں پوشیدہ ہے۔ فائل امتحان کے بعد پھر ایسے حالات پیدا ہوتے چلے گئے کہ یہ سقراطی نظریہ میرے سامنے آگیا اور میں نے ”نیکی کی ماہیت“ جانے کیلئے اس پر غور و فکر شروع کر دیا۔ لیکن میں اپنی انتہائی عقليٰ کوششوں کے باوجود بھی اسکی حقیقت کو نہ جان سکا اور جانتا بھی کیسے کیونکہ علم و عرفان انسانی عقل سے بالا ہے؟ اس ضمن میں حضور نہ رہتا ہے۔

”اے عزیزو! اے پیارو!! کوئی انسان خدا کے ارادوں میں اس سے لڑائی نہیں کر سکتا۔ یقیناً سمجھ لو کہ کامل علم کا ذریعہ خدائے تعالیٰ کا الہام ہے جو خدائے تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا۔ پھر بعد اسکے اس خدائے جو دریائے فیض ہے یہ ہرگز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو ہرگاہے اور اس طرح پر دنیا کو تباہ کرے بلکہ اسکے الہام اور مکالمے اور خاطبے کے ہمیشہ دروازے کھلے ہیں۔ ہاں ان کو انکی راہوں سے ڈھونڈو۔ تب وہ آسانی سے تمہیں ملیں گے۔“ (اسلامی اصول کی فلسفی۔ روحانی خزانہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۳)

پھر سچدہ کی حالت میں اہمیت دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اس سقراطی تصور کا عقدہ مجھ پر کھول دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ یہ سقراطی تصور کوئی اخلاقی نظریہ (ethical theory) نہیں ہے۔ یہ علمی نظریہ (theory of knowledge) ہے کیونکہ اس میں علم کی ماہیت بیان کی گئی ہے۔ اس نظریہ میں بتایا گیا ہے کہ ”نیکی“ اور ”علم“ ایک ہی حقیقت کے دونام ہیں۔ اب میرے آگے اگلا سوال یہ تھا کہ اے مہربان یہ حقیقت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے اہمی طور پر بتایا کہ یہ وہی حقیقت ہے جس کو تم مذہبی زبان میں خدا کہتے ہو۔ اور پھر میرے آگے اگلا سوال یہ تھا کہ خدا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ اکشاف فرمایا کہ وہ ”اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر حتن“ (Supreme Ultimate Truth) ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی وہ ”علم“ ہے جسے تم جانے کی کوشش کر رہے ہو۔ یہاں پر میں آپ کو کسی منطقی بحث میں نہیں الجھاؤں گا۔ جسے دلچسپی ہو وہ میری ویب سائٹ سے یہ الہی نظریہ (Virtue is God) پڑھ سکتا ہے۔ یہی الہی نظریہ میری کتاب ”غلام مسیح الزمان“ کے دوسرے حصہ میں بطور ”الہامی پیشگوئی کی حقیقت“

اُردو میں ترجمہ شدہ موجود ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے سب گرنے کے ایک معمولی واقعہ سے نیوٹن کو الہام کر کے اُسے جدید سائنس کا امام بنادیا بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مہدی موعود کے اس موعود کی غلام کے دل میں پہلے نیکی کی ماہیت سے متعلق سوال ڈالا اور پھر الہامی طور پر ”نیکی کی ماہیت“ کا علم دے کر نہ صرف اُسے سقراطی نظریہ علم (نیکی علم ہے) کی حقیقت سے آگہ فرمایا بلکہ مجھے لیقین ہے اُس پر ایک اعلیٰ انتہائی بھہ گیر نظریہ (نیکی خدا ہے) کا الہام فرمائے ہیں کہ نیکی علم و حکمت کا امام بھی بنادیا ہے الحمد للہم الحمد للہ۔ آزمائش شرط ہے؟؟؟؟؟؟؟؟

عزیزم ظفر صاحب۔ صاحب الہام ہونا اتنا بڑا دعویٰ نہیں جتنا بڑا دعویٰ دنیا ہے علم و حکمت کے امام ہونے کا ہے۔ دنیا میں ہزاروں، لاکھوں بلکہ شاید کروڑوں ایسے بندے ہو گئے جو صاحب الہام ہوئے لیکن دنیا میں علم و حکمت کا امام ہونے کے دعویدار تو بہت سارے لوگ ہو سکتے ہیں لیکن ان میں سے امام ایک ہی ہو گا، سارے امام نہیں ہو سکتے؟ عزیزم۔ کیا آپ کو علم ہے کہ علم و حکمت کیا ہوتی ہے؟ یہ علم و حکمت ذات باری تعالیٰ کا علم اور اُس کا عرفان ہے جو بجز الہام ممکن نہیں ہے اور اس میں خاکسار درج بالاسطور میں حضورؐ کے الفاظ نقل کرچکا ہے۔ خاکسار ۱۹۹۳ء سے کھلے کھلے طور پر جماعت احمدیہ کے خلاف اور علماء کو بتارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو الہامی پیشگوئی مصلح موعود کا مصدقہ بنایا ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے موعود کی غلام کی مرکزی علمی علامتیں پچھا اس طرح بیان فرمائی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”وَسُخْتَ ذِيْنَ وَفَهِمْ ہو گا۔ اور دل کا حیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ نین کو چار کر نیو لا ہو گا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مُظَهَّرُ الْأَوَّلِ وَالآخِرِ۔ مُظَهَّرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءُ كَانَ اللَّهُ تَنَزَّلَ مِنَ السَّمَاوَاتِ۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

واضح رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی کی درج بالامر کرنی علامتیں کسی ایسے بندے کی طرف اشارہ کر رہی ہیں جس کو اللہ تعالیٰ علم و حکمت کی دنیا کا امام بنائے گا۔ جس وجود کو اللہ تعالیٰ سخت ذہین و فہیم بھی بنائے اور علوم ظاہری و باطنی سے پر بھی کردے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے علم و حکمت کی دنیا میں امام نہیں بنایا ہو گا تو اور کیا بنایا ہو گا؟ جماعت احمدیہ قادریان اور لا ہو کوئی اگر پہلے اس بات کا علم نہیں تھا تو اب میں آپ سب کو بتارہا ہوں اُس موعود کی غلام کو اللہ تعالیٰ بذریعوی و الہام اپنا کامل علم اور کامل معرفت دے کر اُسے علم و حکمت میں امام بنائے گا۔ اور یہ عاجز آپ سب (احمدی، غیر احمدی، مسلمان اور غیر مسلمان علمائے سائنس و فلسفہ) کو دعوت عام دے رہا ہے کہ آؤ میراں میدان میں مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ اگر کوئی میرے مقابلہ پر آیا تو وہ اسی طرح مغلوب ہو گا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر فرعون کے جادوگر مغلوب ہوئے تھے۔ خاکسار افراد جماعت سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ صاحب اور علماء کو میرے مقابلہ کیلئے تیار کریں اور میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ احمدی حضرات خلیفہ راجح صاحب کا درج ذیل شعر میرے وجود میں پورا ہوتا دیکھیں گے۔

يَدُ عَاهِي كَا تَحْمِيْجَرَه كَه عَصَاء، سَاحِرُوْنَ كَمَقَابِلِ بَنَا أَثْدَهَا آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دُعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

اگر خلیفہ راجح صاحب کا یہ شعر میرے وجود میں پورا نہ ہو تو جو سزا احمدی مجھے دینا چاہیں میں بھکتنے کیلئے تیار ہوں۔ اور اگر خلیفہ صاحب اور علمائے جماعت میرے مقابلہ پر نہ آئیں تو پھر جماعت احمدیہ سمجھ لے کہ علم و حکمت کی دنیا کا امام ہونے کا اتنا بڑا اعزاز بغیر وحی اور الہام کے ممکن نہیں ہے۔

عزیزم۔ جب نیوٹن نے الہام کے بعد اپنے ارگرڈ کے لوگوں کو کہا ہو گا کہ زمین چیزوں کو اپنی طرف کھینچتے ہے تو کئی جاہل نیوٹن پر نہنے ہوں گے اور بعض نے اُسے پاگل بھی کہا ہو گا۔ لیکن نیوٹن پاگل کہنے والے پاگل تھے کیونکہ بعد ازاں وقت نے اُسے جدید سائنس کا امام ثابت کر دیا۔ ہر نئے نظریہ اور اُسکے بانی کیسا تمہارے وقت کے لوگ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ الہامی طور پر بخششی گئی ایسی علمی نعمتیں اپنے وقت کے لحاظ سے عام انسانوں کی ذہنی سطح سے بہت بالا ہوتی ہیں اور پھر ایسے معدود اور بے علم لوگ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں۔ اسی طرف طور پر بیٹھ کر کچھ بھی کہہ سکتے ہیں اور کچھ بھی کہہ سکتے ہیں؟ ایک ایسا انسان (بشير الدین محمود احمد) جس کو جماعتی دائرة سے باہر کوئی نہیں جانتا اگر ہم اُسے زمین کے کناروں تک شہرت دو سکتے ہیں۔ اُس سے قوموں کو برکت دیو سکتے ہیں۔ تو پھر ہم کچھ بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ ہم بہت بامکال لوگ ہیں۔ میں ایسے سب لوگوں سے جواباً یہی کہوں گا کہ آپ میدان میں آکر میرا مقابلہ کریں اور میرے دعاویٰ کو دلیل کیسا تھا جھٹلا کر دکھائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ وقت میری سچائی پر خود بخوبی تصدیق ثابت کر دیگا۔

(۳) اُمت مسلمہ جانتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غالبہ اسلام کا اپنے پیارے نبی ﷺ سے اپنے پاک کلام میں تین دفعہ وعدہ فرمایا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الِّدِيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ (التوہب۔ ۲۹/الفتح۔ ۱۰)، وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دنیوں پر غالب کرے گوئشوں کو یہ بات بہت ہی بڑی لگے۔

یاد کھیں کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول ﷺ سے یہ وعدہ ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پورا ہو گا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ وعدہ کس طرح پورا ہو گا؟ کیا دین اسلام ادیان

باطلہ پر توپ یا تلوار سے غالب آئے گا؟ کیا ہم تبلیغ سے ساری دنیا کو مسلمان اور احمدی بنالیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ایں خیال است و محال است و جنون است۔ مغدرت کیسا تھے خلیفہ ثانی صاحب نے ہم احمد یوں یعنی حضورؐ کے غلاموں کو ایک جبری نظام میں باندھ کر اور ہم سے سوال کا بنیادی حق چھین کر ہمیں تو ویسے ہی دو لے شاہ کے چوہے بنادیا ہوا ہے۔ ہم گھر میں، ہی مغلوب اور مقید لوگوں نے اسلام کو کیا خاک غالب کرنا ہے؟ واضح ہو کہ تمام عالم اسلام مل کر بھی طاقت اور تبلیغ کیا تھد دین اسلام کو دنیا پر غالب نہیں کر سکتا۔ دین اسلام کے مخالفوں کے پاس وہ دنیاوی طاقت اور اسلحہ ہے جس کا عالم اسلام تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اب دو قلمی جہاد کا ہے۔ علمی اور نظریاتی جنگ کا ہے۔ اب اکیسوں صدی میں ایٹھم بھوں کی نہیں بلکہ علمی نظریات کی جنگ ہوگی۔ میرا ایمان اور یقین ہے کہ اس جنگ کا میدان خشکی اور تری کی بجائے علمی درسگاہیں (universities) ہو گی اور انشاء اللہ تعالیٰ اس نظریاتی جنگ میں دین اسلام ادیان باطلہ پر فتح اور غلبہ پائے گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تشریع و توضیح کیلئے نبوذ کے ہاتھ میں ”علمگیر کشش ثقل“ کی چابی تھماں تھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مهدی مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام کے ہاتھ میں دین اسلام کی فتح اور ظفر اور مکمل غلبہ اسلام کیلئے ایک اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ ”یقینی خدا ہے“ کی کلید تھماں تھی ہے جس کے آگے دنیا کی سب اقوام علمی طور پر گھٹنے بیک دیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضورؐ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو چائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لے گا اور بعد اسکے توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جنکے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حرثے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حرثہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہو گا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیاناؤں کے رہنے والے اور تمام تعلیمیوں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نکوئی مصنوئی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوئی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی توارے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ بتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۵)

عزیزم۔ عالم اسلام کے بہتر (۷۲) فرقے تو رہے ایک طرف ہمارا یعنی حقیقی اسلام کا پرکشش نعرہ لگانے والے تہذیب (۳۷) فرقے نے ایک عجیب کمال کر دکھایا کہ ہم نے احمد یوں سے سوال پوچھنے کا حق بتی چھین لیا۔ اگر کسی شیئے کی یا کسی معاہلے کی کسی انسان کو سمجھنا آئے تو اُس کا حق ہے کہ وہ اس سلسلہ میں لوگوں سے سوال کرے اور پوچھ گھو کرے۔ یہ کوئی برائی نہیں ہے؟ لیکن جماعت احمدیہ میں ہمارے خلفاء اور ارباب اختیار نے اسے برائی سمجھا تھی، ہم سے سوال کا حق چھین لیا۔ ہم سے پہلے عیسائی دنیا میں بھی پاپائیت کے نام پر یہ اندھیر پچار ہاتھا کہ پوپوں اور مذہبی راہبروں نے پتوچی صدی عیسیوی سے لے کر چھوٹویں صدی عیسیوی تک عیسائیوں سے سوال کا حق چھین کر اُنکی ذہنی نشوونما اور اسکے ارتقاء پر پھرے بٹھائے رکھے تھے۔ اب عیسائی دنیا اس ہزار سالہ دور کو عہد تاریک (dark ages) کا نام دیتی ہے۔ اور پھر بڑی مشکل سے عیسائیوں نے بڑی قربانیاں دے کر اپنے پوپوں اور پادریوں سے سوال کا حق لیا تھا۔ اور اس راہ میں لاکھوں عیسائیوں نے اپنی جانیں قربان کی تھیں۔ اس راہ کا سب سے پہلا جاہد پولینڈ کا ایک باشدہ نکولس کو پرنی کس (Nicolaus Copernicus 1473-1543) تھا۔ وہ اٹلی کی روم یونیورسٹی میں فلکیات کا پروفیسر تھا۔ اس وقت دنیا میں ہر جگہ بطیموس کے نظام فلکی کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس نظام کو یہودیوں اور عیسائیوں میں تقدس کا درجہ حاصل تھا اور اسکی مخالفت کفر والاد کا درجہ کھیتی تھی۔ اس نظام کے مطابق زمین کائنات کا مرکز تھی اور سورج، چاند اور ستارے سب اسی کے گرد گھومنے تھے۔ کو پرانی کس سمجھتا تھا کہ فلکیات کے بارے میں بطیموسی نظریہ غلط ہے لیکن بطیموس کو رد کرنے کیلئے اس کے پاس کوئی ہوں شوت نہیں تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ مکیسا (Church) کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اُس زمانے میں عیسائیوں کی مظلومی کا ایسا ہی حال تھا جو آج کل جماعت احمدیہ میں احمد یوں کا ہے۔ بالآخر وہ پروفیسری سے استعفی دے کر پولینڈ واپس آ کر فلکیات کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ واپس آ کر اُس نے جو تجوہ بات کیے اسکے نتیجے میں بطیموسی نظریہ کا رد اُس کے ہاتھ میں آ گیا۔ بعد ازاں اُس نے ایک کتاب (De revolutionibus orbium coelestium) کا نام دیا کہ کائنات کا مرکز زمین کی وجہ بات کیے اسکے نتیجے میں بطیموسی نظریہ کا رد اُس کے کتاب اپنی موت سے تھوڑا پہلے شائع کی۔ اس کتاب میں اُس نے بذریعہ دلائل ثابت کیا کہ کائنات کا مرکز زمین کی وجہ بات کیے اس کے نتیجے میں بہمول زمین اس کے گرد گھومتے ہیں غیرہ۔ جب اُسکی مطبوعہ کتاب اُسکے ہاتھ میں پہنچی تو اس وقت کو پرانی کس بستر مرگ پردم توڑ رہا تھا۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد پادریوں میں تہلکہ بھی گیا اور مصنف کی مخالفت میں طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن چونکہ اُس نے اپنی کتاب کو پاپائے روم کے نام معنوں کیا تھا لہذا پادریوں کو خاموش ہونا پڑا۔ لیکن مارٹن لوٹھر (Martin Luther 1483-1546) اور جان کالوں (John Calvin 1509-1564) ایسے عیسائی مصلحین نے کو پرانی کس کی شدید مخالفت کی اور اسے احمدیہ، جاہل اور انجلی کا دشمن تک کہہ ڈالا۔ کو پرانی کس کے بعد اسکے کام کو گلکیو (Galileo Galilei 1564-1642) نے آگے بڑھایا لیکن چرچ نے اُس پر بھی بدعت کے جرم میں مقدمہ قائم کر دیا۔ مذہبی عدالت میں گلکیو نے معافی مانگتے ہوئے کہا کہ ”میں اس خیال سے بازاً تھا ہوں کہ سورج کائنات کا مرکز ہے“، لیکن دوسری طرف منہ کر کے اُس نے آہستہ سے کہا

کہ ”میں جو کچھ بھی کہوں لیکن زمین تو سورج کے گرد گھومتی رہے گی۔“ عیسائیوں نے پاپائیت سے جان چھڑا کر کس طرح سائنس میں ترقی کی ایک طویل داستان ہے۔ ہماری بدقتی کی انتہاد لیکھئے کہ خلیفہ ثانی صاحب نے ۱۹۱۳ء میں خلافت کی گدی پر بیٹھتے ہی نعرہ تو لگایا حقیقی اسلام کا لیکن عملًا جماعت احمدیہ کو پاپائیت کے نقش قدم پر چلا یا اور آج ہم احمدی حقیقی اسلام کے نام پر جس مصیبت میں گرفتار ہیں یہ سب خلیفہ ثانی صاحب کا کیا درہ ہے۔ خلافت کے نام پر آج احمدی خلیفہ جو ہم احمدیوں کیسا تھکر رہے ہیں ما قبل یہ سب کچھ خلافت کے نام پر پاپائیت عیسائیوں کیسا تھکر بچکی ہے۔

(۵) پیشگوئی مصلح موعود کی مرکزی علماتیں۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۷ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ رُکی غلام کے متعلق فرماتا ہے: ”وَ سُخْتَ ذِيَّنَ وَ فَنِيمَ هُوَكَا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیو لا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔

**مُظَهَّرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ . مُظَهَّرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءُ كَانَ اللَّهُ تَرَّلَ مِنَ السَّمَاءِ۔**“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

واضح رہے کہ یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کہہ دے کہ نیکی کیا ہے یا علم کیا ہے؟ یہ کونے اہم اور مشکل سوالات ہیں؟ ہم سب جانتے ہیں کہ نیکی کیا ہے؟ اور علم کیا ہے؟ لیکن میں جو اب اعرض کروں گا کہ آپ ان سوالوں کا جواب نہیں جانتے کیونکہ یہ سوالات انسانی علمی تاریخ میں نہ صرف مشکل ترین سوالات ہیں بلکہ انسانی عقل سے ماڈ رکھی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان (وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ عِنْ عِلْمِهِ إِلَّا مِمَّا آشَاءَ (ابقرہ۔ ۲۵۶۔) اور وہ اُسکی مرضی کے بغیر اسکے علم کے کسی حصہ کو پانہیں سکتے) کے مطابق ہم اُسکی اعانت کے بغیر ان سوالوں کے جواب نہیں جان سکتے۔ تفصیل کو چھوڑتے ہوئے خاکسار یہاں آپکے آگے سقراطی نظری علم (Virtue is Knowledge) کے سلسلے میں ایک برطانوی مفکر اور پروفیسر آف فلاسفی ڈیلیوٹی۔ سٹیس کا ایک اقتباس رکھتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

*"But as, for Socrates, the sole condition of virtue is knowledge, and as knowledge is just what can be imparted by teaching, it followed that virtue must be teachable. The only difficulty is to find the teacher, to find someone who knows the concept of virtue. What the concept of virtue is that is, thought Socrates, the precious piece of knowledge, which no philosopher has ever discovered and which, if it were only discovered, could at once be imparted by teaching, whereupon men would at once become virtuous."* (A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace p.149)

ترجمہ۔ لیکن جیسا کہ سقراط کیلئے نیکی کی تنہا شرط اس کا علم ہونا ہے اور جیسا کہ علم قطبی ہے جس کو بذریعہ تعلیم سکھایا جاسکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی قابل تعلُّم ہونی چاہیے۔ مشکل صرف یہ ہے کہ کسی معلم کو ڈھونڈنا جائے جو نیکی کا تصور جانتا ہو۔ نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے آج تک دریافت نہیں کیا اور اگر کبھی وہ دریافت ہو گیا تو فوراً اسے پڑھایا جائے گا اور اس طرح انسان فوراً نیک ہو جائیں گے۔

یاد رکھیں کہ میری فہم و فراست کے مطابق اگر تمام مغربی فلسفہ (western philosophy) کو ایک پلٹے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلٹے میں سقراط کا یہ علمی نظریہ (نیکی علم ہے) رکھ دیا جائے تو تینیا سقراط کا یہ علمی نظریہ سارے مغربی فلسفہ پر بھاری ہے۔ لیکن اسکے باوجود میں کہوں گا کہ سقراط نے اپنے علمی نظریہ میں ہمیں علم کی کسی تعریف سے آگاہ نہیں کیا بلکہ اسے جانے اور اسکی تعریف سے آگاہ ہونے کیلئے صرف صحیح سمت کا تعین کیا تھا۔ جان کیٹس (John Keats 1795-1821) نے کیا خوب کہا تھا۔

Beauty is truth; truth, beauty that's all. Ye know on earth, and all ye need to know.

حسن یق ہے، بیج، حسن! یہی سب ہے۔ تم نے یہی ارض پر جانا ہے اور تم سب کو یہی جانے کی ضرورت ہے۔

اگرچہ انگریزی شاعر جان کیٹس نے اپنے مشہور و معروف قول میں حسن (Beauty) اور بیج (Truth) کی تعریف نہیں کی بلکہ انہیں ایک ہی حقیقت کے دو (۲) نام قرار دیا ہے۔ لیکن پھر بھی اسکے یہ خوبصورت الفاظ اُسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے امر کر گئے۔ اگر جان کیٹس کے ان الفاظ کو ہم اس طرح لکھیں تو میرے خیال میں یہ اور بھی زیادہ معنی خیز بن جائیں گے:-

Virtue is Knowledge ; Knowledge,Virtue that's all. Ye know on earth, and all ye need to know.

نیکی علم ہے، علم، نیکی! یہی سب ہے۔ تم نے یہی ارض پر جانا ہے اور تم سب کو یہی جانے کی ضرورت ہے۔

حضرت بابا بلحے شاہ نے اپنے عارفانہ کلام میں اسی حقیقت کی کچھ اس طرح ترجمانی فرمائی ہے۔ ۔ ۔ ۔ اکوالف تینوں درکار علموں بس کریں او یار جاننا پاچائیں کہ نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور وہ جو علم ہے۔ جس کو جان کیٹس نے حسن اور بیج کا نام دیا اور جسے حضرت بابا بلحے شاہ نے ”الف“، قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ

وہ "اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر حق" (Supreme Ultimate Universal Truth) ہے۔ وہی خدا ہے جو اس کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ ضرور تھا کہ یہ عقدہ حضرت مہدی مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام پر آشکار ہوتا۔ فلسفہ کی معلوم تاریخ میں صرف سocrates کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ "وہ فلسفہ کو آسمانوں سے زمین پر لایا۔" جیسا کہ ایک قدیم اطالوی (روم) سیاستدان اور فلسفی مارکوس ٹولیوس سررو (Marcus Tullius Cicero-106 BC – 43 BC) لکھتے ہیں:-

"Socrates was the man to bring Philosophy down from the heavens and set her firmly in cities on earth, bringing her into the homes of the people, and making them consider their lives and their standards of behaviour." [Cicero, Fragments V4, 10]

"سocrates (Socrates) پہلا انسان تھا جو فلسفہ کو آسمانوں سے نیچے لا یا۔ اسے زمین پر شہروں میں بخششی کے ساتھ قائم کیا۔ لوگوں کے گھروں میں لا یا تاکہ وہ اپنی زندگیوں اور اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لیں۔"

اور یا پھر۔۔۔ حضرت مہدی مسیح موعود علیہ السلام کے اس موعود زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "كَانَ اللَّهُ تَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ" یعنی گویا خدا آسمان سے اُترے گا۔ آخر میں آپ سے کہتا ہوں کہ میرا الہی نظریہ "یعنی خدا ہے" (Virtue is God) نہ صرف ۲۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی کی صداقت کا کھلاشوت ہے بلکہ اس پیشگوئی کے مصدقہ ہونے کی قطعی، علمی اور الہامی دلیل ہونے کا بھی منہ بولتا شہوت ہے۔ جیسا کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"وَسَخْتَ ذَبِينَ وَنَهْيَمْ ہوگا۔ اور دل کا حیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کر نیوا لا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظَهِرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظَهِرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءُ كَانَ اللَّهُ تَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ"

اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود کے درج بالا الفاظ میں اپنی چند صفات کا ذکر فرمایا ہے اور ان صفات کا اُسکے کامل علم اور اُسکی کامل معرفت سے تعلق ہے۔ مثلاً، اول، آخر، ظاہر، باطن، اعلیٰ اور حق وغیرہ۔ ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ موعود زکی غلام مسیح الزماں پر اپنی ان صفات کیسا تھے جلوہ گر ہوتا اور اپنی ان صفات کا اُسے بطور خاص اور بدرجہ اتم علم دے کر اُسکے علم اور معرفت کو کمال پر پہنچا دیتا۔ ہر صاحب بصیرت انسان خاکسار کے الہی نظریہ میں ۲۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی میں موعود زکی غلام مسیح الزماں کی مندرجہ بالا علمی، قطعی اور الہامی علامتیں بخوبی پڑھ سکتا ہے یا بالفاظ دیگر وہ دیکھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود میں بیان فرمودہ اپنی مذکورہ صفات اول، آخر، ظاہر، باطن، اعلیٰ اور حق کا مدعا پر بطور خاص ظہور فرمایا کہ اس کو نہ صرف علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا بلکہ اُسے مَظَهِرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظَهِرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءُ كَانَ اللَّهُ تَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ بھی بنایا ہے۔ مزیز برآں اس الہی نظریہ (Divinr theory) کو ہم "اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ" یا "اُمِ النظریات" بھی کہہ سکتے ہیں اور ہر قسم کے مادی اور غیر مادی نظریات اسی نظریہ سے جنم لیتے ہیں۔ مجھ پر انکشاف ہوا ہے کہ نظری طور پر اس نظریے سے آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے۔

عزیزم ظفر محمود صاحب۔ اب خاکسار آپکے سوال (میں کیسے یقین کروں کہ آپ کاموعد زکی غلام مسیح الزماں ہونے کا دعویٰ سچا ہے؟) کا جواب اُن معیاروں کی روشنی میں دیتا ہے جو کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلموں کے سلسلہ میں بیان فرمائے ہیں۔ جو ابا عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں گذشتہ انبیاء اور مسلموں کی سچائی کے جو معیار بیان فرمائے ہیں ان معیاروں سے بڑھ کر کسی مدعی کی سچائی کا اور اعلیٰ معیار کیا ہو سکتا ہے؟ قرآن کریم کے جن معیاروں کا اب میں ذکر کروں گا یہ وہ معیار ہیں جن کو جماعت احمدیہ قادیان غیروں کے آگے حضرت مہدی مسیح موعودؑ کی سچائی کیلئے بطور ثبوت پیش کرتی ہے۔ خاکسار اپنے دعویٰ کے اثبات کیلئے قارئین کے آگے انہی قرآنی معیاروں کو پیش کرتا ہے تاکہ تتحقق طلب امر کے فیصلہ میں کوئی ابہام نہ رہے۔

### قرآن کریم کی روشنی میں راستبازوں کی پیچان

(۱) اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب کوئی قوم گراہ ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی ہدایت کیلئے اپنا مرسل بھیجنتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے سب سے بڑے موعود مصلح یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپکی قوم کے متعلق فرماتا ہے۔ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ لَغْيٍ ضَلَالٍ مُّبِينٍ (الجمعہ۔ ۳) اور وہ یقیناً پہلے بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کسی مسلم کی بعثت سے پہلے اُسکی قوم کمل طور پر گراہ ہو چکی ہوتی ہے۔ مسلمین کی بعثت کے اس معیار کے مطابق اس عاجز کی بعثت سے پہلے کیا جماعت احمدیہ کمکمل طور پر گمراہی میں نہیں پڑی ہوئی تھی؟ جماعت احمدیہ کی چند بڑی گمراہیاں درج ذیل ہیں (۱) لاہوری گروپ کا حضرت مرزا صاحب کونبوٹ سے فارغ

(۲) صدر انہجمن احمدیہ کو رد کر کے خلاف احمدیہ کی صفائی کرائے محمودی ملکیت میں بدلنے کا فتنہ (۲) اتحادی خلافت کو جھوٹے طور پر قدرت ثانیہ بنانے کا فتنہ (۳)

(۴) موعود زکی غلام کی راہ روکنے اور پیشگوئی مصلح موعود پر قبضہ کرنے کیلئے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کا ایک عظیم فتنہ (۵) ختم نبوت کی طرح ختم مجددیت کا فتنہ (۶) آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق آپکے بعد ظاہر ہو نیوالے دو (۲) وجودوں (مہدی مسعود اور سعیج موعود) کو ایک بنانے اور اس جھوٹ کی تبلیغ کرنے کا فتنہ (۷) احمد یوں سے آزادی ضمیر کا بنیادی حق چھین کر انہیں گونگے اور اسیر بنانے کا فتنہ (۸) قرآن کریم کی تعلیم کے برخلاف احمد یوں پر درجنوں چندے لے لا گو کر کے انہیں لوٹنے کا فتنہ (۹) حضرت مہدی سعیج موعود کی منشاء اور مقصد کے برخلاف اپنی مذہبی امریت کو مستحکم اور دائی بنا نے کیلئے وصیتی چندے کو نہ صرف ڈھال بنانا بلکہ احمد یوں کی جائیدادوں پر رقبضہ کرنے کا فتنہ (۱۰) خیانت پیشہ لوگوں کی طرح حضرت بانے جماعت کی تحریروں میں جرأت کر کے کمی بیشی کرنا اور محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے کلموں کو ایک معنی سے دوسرے معنوں کی طرف لے جانے کا فتنہ۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب فتنے، بدعتیں اور گمراہیاں کیا اس بات کا کھلا ثبوت نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فرمان کے مطابق پندرہویں صدی کے سر پر مسعود ذکری غلام یعنی مصلح مسعود کو جماعت احمدیہ کی اصلاح کیلئے میتوث فرماتا تاکہ وہ مذکورہ بالافتون، بدعتوں اور گمراہیوں کا قلع قلع کرتا جو بڑی عیاری کیسا تھا جماعت احمدیہ میں ڈال دی گئیں ہیں؟؟؟

(۲) مسلمین کی غیر معمولی مخالفت ہوتی ہے۔ اُنکے مترضین وہی کہتے ہیں جو پہلے منکرین کہا کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **بِحَمْرَةِ الْعَيْنِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا إِهْ يَسْتَهِنُونَ**۔ (سورہ یسین۔ ۳۱) ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُنکے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو خمارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (او تمثیل کرنے لگتے ہیں)۔

عزیز مظفر صاحب۔ کیا جماعت احمدیہ (قادیانی اور لاہوری) میرے اور میرے ساتھیوں کیسا تھا وہی کچھ نہیں کر رہی جو پہلے راستبازوں کیسا تھا اُنکی قوموں نے کیا تھا؟ یہ قرآنی معیار صداقت ہے۔ ہر مسلیل کی قوم نے دلائل کی بجائے صادق کا طلاق کیسا تھا مقابلہ کیا۔ مثلاً اُس کا اخراج اور مقاطعہ کیا گیا۔ اُس سے شدید نفرت، بھٹھا اور استہزا وغیرہ کیا گیا۔ دنیا میں حتیٰ لوگ منہاج نبوت پر آئے فرمان باری تعالیٰ کے مطابق اُن سب کیسا تھا یہی سلوک ہوا۔ جماعت احمدیہ میں خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح مسعود کے بعد کیا اُن کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح مسعود منہاج نبوت کے قطعی برخلاف تھا کیونکہ افراد جماعت اُنکے دعویٰ سے پہلے ہی اُنکی بیعت کر کچے تھے۔ یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی کے مصادق نہیں تھے اور نہ ہی درج بالقرآنی معیار کے مطابق اُن کیسا تھا صادقوں ایسا سلوک ہوا؟؟؟ بلاشبہ مسلمین کی مخالفت اور تمثیل کا قرآنی معیار کیا اس عاجز کے دعویٰ کے نتیجے میں پورا نہیں ہوا ہے؟؟؟

(۳) مسلموں پر قلیل تعداد میں لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ** (شعراء۔ ۹) مگر ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔ جیسا کہ خاکسار بیان کر چکا ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح مسعود منہاج نبوت کے برخلاف تھا کیونکہ اُنکے دعویٰ سے پہلے پوری جماعت احمدیہ نے اُنکی بیعت کی ہوئی تھی۔ قرآنی معیار کے مطابق ہر دور میں ہر مسلیل پر قلیل تعداد میں لوگ ایمان لاتے ہیں لیکن خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح مسعود کا کوئی احمدی انکار نہیں کر سکتا تھا کیونکہ سب نے اُنکی بیعت کی ہوئی تھی۔ جس احمدی نے بھی خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ کا انکار کیا اُسے اخراج، مقاطعہ اور ٹھٹھا تمسخر کا سامنا کرنا پڑا۔ خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ اس قرآنی معیار کے بھی خلاف تھا جبکہ خاکسار نے خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح مسعود کو قرآن کریم اور مبشر الہامات کے ذریعہ کلیتی جھٹلا کر اپنے مدل دعوے کو پر میل ۱۹۹۳ء میں جناب خلیفہ رابع صاحب کے آگے رکھ دیا تھا۔ خاکسار اپنے مدل اور سچے دعویٰ کی طرف افراد جماعت کو گذشتہ نو (۹) سال سے بلا رہا ہے لیکن قرآن کریم کے معیار کے مطابق **وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ**۔

(۴) یہ لوگ گذشتہ بزرگوں اور ماموروں کی تقدیق کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَآمِنُوا إِمَّا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ** (البقرہ۔ ۲۲) اور اس پر ایمان لا اور جو میں نے اُتارا ہے (اور) جو اس کلام کو جو تمہارے پاس ہے سچا کر نہیں ہوا ہے۔

واضح ہو کہ قرآنی تعلیم کے مطابق یہ عاجز نہ صرف پہلے آنیوالے سارے رسولوں کو سچا قرار دے کر اُنکی تقدیق کرتا ہے بلکہ بحیثیت رسول ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتا۔ جبکہ خلیفہ ثانی صاحب نے ایک جھوٹا دعویٰ مصلح مسعود کے نہ صرف مسلموں کی توہین کی ہے بلکہ جلال اللہ کو بھی بڑھ کایا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسعود کی غلام کے نزول کے سلسلہ میں پہلے سے ہی فرمایا ہوا ہے۔ ”**جَسْ كَانَ زُولَ بَهْتَ مَبَارِكَ اُرْ جَالَ إِلَيْيَ كَنْ ثَلَهُرَ كَمُوجِبٌ هُوَ**“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

(۵) یہ لوگ گذشتہ ماموروں کے مبشر کلام کی تقدیق کرنیوالے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ثُمَّ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّ**۔ (آل عمران آیت۔ ۸۲) پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اُس پر ایمان لانا اور ضرور اُسکی مدد کرنا۔

حضرت مہدی مسیح مسعود کو اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی میں بیشاق النبین کے مطابق ایک زکی غلام کی بشارت عطا فرمائی تھی اور یہ بشارت اس وقت

جماعت احمدیہ کے پاس موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مبشر اہم میں ملہم اور اسکی جماعت کو جس زکی غلام کی بشارت بخشی تھی اُس موعود کی مرکزی علمی نشانیوں کے متعلق فرمایا تھا۔ ”وَ سَخْتَ ذَهِنٍ وَّ نَهِيْمٍ ہوگا۔ اور دل کا حیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) وشنبہ ہے مبارک وشنبہ۔ فرزندِ دلبند گرامی ارجمند۔ مَظَهَرُ الْأَوَّلِ وَ الْآخِرِ۔ مَظَهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءُ كَانَ اللَّهُ تَنَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ۔“ (مجموعہ اشتہرات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

عزیزم۔ ۲۰ رفروری ۱۸۸۸ء کی الہامی پیشگوئی اور زکی غلام کے متعلق مبشر کلام الہی جو حضرت مهدی مسیح موعود پر نازل ہوا تھا وہ سارا تذکرہ میں جماعت احمدیہ کے پاس موجود ہے۔ آج یہ عاجز اسی مبشر کلام الہی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہی علمی، الہامی اور قطعی نشانیوں کے ساتھ افراد جماعت کے سامنے کھڑا ہے اور جماعت احمدیہ کے دونوں گروپوں (قادیانی اور لاہوری) کے سربراہ اور دیگر ارباب ہوا اختیار وہی کچھ کر رہے ہیں جو پہلے مترکروں نے اپنے اپنے زمانے کے مرسلاں کیسا تھا کیا تھا۔ اس عاجز کی کتاب غلام مسیح الزماں کا دوسرا حصہ تیکی خدا ہے کا الہامی نظریہ انہی علمی نشانیوں پر مشتمل ہے۔ اگر آپ کو کتاب پڑھنے کے بعد اس حقیقت سے آگاہی نہیں ہوئی تو اس عاجز کی تقریر جو گذشتہ سال مورخہ ۲۰ ستمبر ۲۰۱۱ء کو جماعت احمدیہ اصلاح پسند جمنی کے دوسرے جلسہ سالانہ کے موقع پر ہوئی تھی اور جو اس وقت [alghulam.com](http://alghulam.com) پر آن آئیز ہے سنی جاسکتی ہے۔

(۲) مرسلین خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور یہ لوگ کسی سے خائف نہیں ہوتے۔ وَ لَا يَجْشُونَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهُ (الاحزاب۔ ۳۰) اور اللہ کے سو اسکی سے نہیں ڈرتے تھے۔ آپ سب محدودی نظام میں مقید احمدیوں کی ذہنی حالت سے آگاہ ہو گئے۔ ان لوگوں کی ذہنی طہیر کر کے اور اخراج اور مقاطعہ کی سزاوں کا خوف دلا کر انہیں عملًا زندہ درگور بنادیا گیا ہے۔ جیسا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۸ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”۱۔ مظفر! تجوہ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجھے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آؤیں۔۔۔“ کیا آج احمدیوں کی موجودہ حالت پیشگوئی مصلح موعود اور ملہم کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت نہیں ہے؟ واضح رہے کہ انسان کو سچائی اور اپنے سچے ہونے کا عرفان دلیر بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف اس عاجز کو خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کی وجہات سے آگاہ فرمایا بلکہ الہامی پیشگوئی میں مذکورہ موعود زکی غلام مسیح الزماں کی علمی، الہامی اور قطعی نشانیاں عنایت فرمائی یہ بھی بتا دیا کہ توکس طرح سچا ہے؟ اسی سلسلہ میں جناب خلیفہ راجح صاحب اپنے ۵ ربیعہ ۱۹۸۲ء کے خطبے جمع میں فرماتے ہیں۔

”اثبات وہ لوگ ہیں جو وقیع ہیں۔ جن کی باتیں غلط نہیں ہوتیں۔ جن کی باتوں میں وزن ہوتا ہے اور جب بات کرتے ہیں حق کی بات کرتے ہیں۔ اب یہ ظاہرا لگ الگ معانی ہیں لیکن ایک دوسرے کیسا تھا ان سب کا گہرا تعلق ہے۔ وہ شخص جو حق پر قائم ہوا وحق کا عرفان کیجی رکھتا ہو۔ اُس کیلئے لازمی ہے کہ وہ بہادر ہو۔ کیونکہ دلیری سچائی سے پیدا ہوتی ہے اور صرف سچائی سے نہیں بلکہ سچائی کے عرفان سے پیدا ہوتی ہے۔ اور دلائل میں جب گفتگو ہو رہی ہو تو وہ شخص جس کے پاس حق ہو، جس کے پاس مضبوط اور قاطع دلیل ہو، جو شخص اس مضمون کا عرفان رکھتا ہو جس میں گفتگو کر رہا ہے اُسکی بات میں ایک عجیب شوکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسکی بحث میں ایک ایسی طاقت آجاتی ہے کہ اسکے نتیجے میں اسکا دلیر ہونا اس کا طبعی اور لازمی نتیجہ ہے۔ اسلئے مومن اپنی گفتگو میں کامل یقین رکھتا ہے اور اُس کیلئے ڈمگا نے کا سوال ہی نہیں۔۔۔ ہمیشہ دلائل میں وہ شخص ڈمگا تا ہے جو کہیں جا کر خود اہم کاشکار ہو جاتا ہے۔۔۔ تو لا علمی اور مضمون کی معرفت میں کمی دلائل کی دنیا میں قدم کو ڈمگا تی ہے اور اسی حد تک اس سے ثبات قدم چھین لیتی ہے۔“

خاکسار نے ۱۰ جون ۲۰۰۲ء کو جب خلیفہ راجح صاحب اپنی خلافت کی جوبلی منانے میں مصروف تھے اپنا دعویٰ مکمل ثبوت کیسا تھا اُنی خدمت میں بھیجا تھا۔ جب میرا یہ دعویٰ اور اس کا ثبوت اُنکے آگے پہنچا تو وہ اپنے ہوش و حواس میں نہ رہے بلکہ عملًا زندہ درگور ہو گئے۔ انہیں اپنے باپ کے دعویٰ مصلح موعود کی حقیقت کا بھی اور اک ہو گیا اور خلافت کے نام پر خاندانی گدی جو اُنکے باپ نے شروع کی تھی اُسکی حقیقت بھی اُن پر واضح ہو گئی۔ دس جون ۲۰۰۲ء کے بعد جناب خلیفہ راجح صاحب کی جسمانی اور ذہنی حالت کا اندازہ ایم ٹی اے پر آپ نے کیا ہو گا۔ اس کا یہاں اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ میرے دعویٰ کے بعد وہ میری سچائی سے اتنا مروع اور خوف زده ہو چکا تھا کہ اُس کے قدموں میں کوئی ثبات نہیں تھا۔ وہ ڈمگا کچا تھا۔ احباب جماعت جانتے ہیں کہ اُس سے چلانہیں جاتا تھا۔ میرا دعویٰ موصول ہونے کے چوتھے جمعہ مورخہ ۵ جولائی ۲۰۰۲ء کو وہ خطبہ جمعہ کے دوران ڈائیس پر گر پڑے اور یہ واقعہ افراد جماعت نے بذریعہ ایم ٹی اے ملاحظہ کیا ہوا ہے۔ خلیفہ راجح صاحب کے اپنے بیان کے مطابق صادقوں کے قدموں میں ثبات ہوتا ہے اور وہ جھوٹوں کے آگے ڈائیس پر گر انہیں کرتے بلکہ جھوٹے سچوں کے آگے ڈائیس پر گرا کرتے ہیں۔ اگر خلیفہ راجح صاحب اپنے باپ کے مصلح موعود ہونے کے عقیدہ میں سچے تھے تو پھر ایسا واقعہ کیوں ہوا؟ عزیزم۔ کیا یہ صداقت کے قرآنی معیار کا جلوہ نہیں تھا؟؟؟ ۔۔۔

کیوں غصب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھوغا فلو ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

وَ لَا يَجْشُونَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهُ کے فرمان کے مطابق میرے اور میرے کسی بھی پیروکار کے دل میں جماعتی نظام اور اسکے ارباب و اختیار کا کوئی خوف نہیں ہے۔ خاکسار اور میرا کوئی

بھی پیر و کار جماعت احمدیہ قادیان اور لاہور کا ہر سچ پرنہ صرف مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہے بلکہ اپنے دعویٰ موعود غلام مسح الزماں کی سچائی کے سلسلہ میں دلائل اور براہین کیسا تھا گفتگو کرنے کیلئے بھی تیار ہے۔ برہمیل تذکرہ اسی ضمن میں بطور مثال خاکسار چند سال پہلے کا ایک واقعہ آپ کے گوش گزارتا ہے۔ خاکسار کے ایک رشتہ دار مرتبی نے مجھ سے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اپنے ایک حاضر سروں پروفیسر جامع احمدیہ (جس کا نام بتانا مناسب نہیں ہے) سے گفتگو کرنے کی درخواست کی اور اس غرض کیلئے مجھے شام سات (۷) بجے جامع احمدیہ ربوہ میں پروفیسر صاحب کے کمرہ میں آنے کی دعوت دی گئی۔ خاکسار مقررہ وقت کے مطابق اپنے دو (۲) عدد ساتھیوں کے ہمراہ جامع احمدیہ میں پروفیسر صاحب کے کمرہ میں حاضر ہو گیا۔ اس وقت پروفیسر صاحب کے کمرہ میں قریباً چھ سات کی تعداد میں لوگ تھے جن میں کچھ فارغ التحصیل مریان اور کچھ جامع احمدیہ کے سینئر طالب علم تھے۔ میری اور پروفیسر صاحب کی گفتگو سات بجے سے ساڑھے بارہ بجے تک یعنی ساڑھے پانچ گھنٹے ہوئی۔ دو دن کے بعد بھی پروفیسر صاحب اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ میرے ساتھ گفتگو کرنے کیلئے میرے گھر تشریف لائے۔ اس دفعہ پھر ہماری سات سے لے کر ساڑھے بارہ بجے تک گفتگو ہوئی۔ اس گفتگو میں جناب پروفیسر صاحب نے تسلیم کیا کہ موعود کی غلام کے حوالہ سے حضرت مهدی وقت مودع پر نازل ہونے والے مبشر الہامات کو جھٹالا یا نہیں جاسکتا اور اس موعود وجود نے ابھی جماعت احمدیہ میں ظاہر ہونا ہے۔ عزیزم۔ کیا کوئی ایسا مدعی مصلح موعود جس کو اپنے دعویٰ میں تھوڑا سا بھی شک ہو وہ جامع احمدیہ ربوہ میں ایک حاضر سروں پروفیسر کیسا تھا گفتگو کرنے کیلئے جائے گا؟ کیا اس عاجز کے جامع احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں گفتگو کرنے کیلئے جانے سے قرآنی معیار **وَلَا يَخْشُونَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهُ** کی تصدیق نہیں ہوتی؟؟؟ یہ چند باتیں خاکسار نے اس لیے کہیں ہیں تاکہ آپ کو علم ہو جائے کہ قرآن کریم کے مطابق صادق صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور غیر اللہ کا اُسے کوئی خوف نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے ان صفات حسنے سے اس عاجز کو بھی اور میرے پیر و کاروں کو بھی نواز رکھا ہے۔ الحمد للہ۔

(۷) یہ فساد عالم کے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اُمی نبی ﷺ کے سلسلہ میں فرماتا ہے۔ **ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، إِنَّمَا كَسَبَتْ أَيْدِيهِ النَّاسُ** (الروم۔ ۳۲) خشکی اور تری میں لوگوں کے کاموں کی وجہ سے فساد ظاہر ہو گیا ہے۔

عزیزم ظفر صاحب۔ اس وقت عالمی حالات پر غور فرمائیں۔ عالم اسلام کو دیکھیں کہ تاون (۵) مسلمان ملکوں کی غربت اور عزت کا کیا حال ہے؟ آج مسلمانوں کا جو حال ہے کیا اس سے پہلے بھی کبھی مسلمانوں کی اس قدر ناگفتہ بہ حالت ہوئی تھی؟ غربت افلاس اور لڑائیوں نے بنی نوع انسان کو بے حال کر دیا ہے۔ اس صدی ہجری کے آغاز سے ہتی زلزلوں کا ایک سلسلہ شرع ہوا ہے حتیٰ کہ ایک دن میں تین تین زلزلے بھی آرہے ہیں۔ کیا آج نخلکی اور سمندروں میں انسان انسانوں کیسا تھا برس پیکار نہیں ہیں۔ کیا یہ اس کا کھلانہ ثبوت نہیں ہے کہ زمین اپنے باسیوں کی وجہ سے ناراض ہو گئی ہے۔ نائن الیون ۱۵۰ء کے بعد جال موعود کے خروج میں اب کوئی سرگردانی ہے؟ اُس نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق کیا مسلمان ملکوں پر قیامت نہیں ڈھانی ہوئی؟ عالم اسلام میں بد دینیتی، بد کرداری اور غربت کا حال دیکھو کہ انسان انسانوں کو کھار ہے ہیں۔ موجودہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے باسیوں سے زنا کیا ہو لیکن آپ نے انسانی تاریخ میں کہیں ایسا نہیں پڑھا اور سنایا ہو گا کہ اب سے پہلے کسی وقت ہماری زمین پر ایسا برا وقت بھی آیا ہو کہ زندہ انسانوں نے مردہ خواتین کو قبروں سے نکال کر ان سے بدکاری کی ہو؟ غیر مسلمانوں سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی بدختی کی انتہاد کیجیئے کہ آج زمین اُنکے ہاتھوں سے سرزد ہوتے ہوئے ایسے مکروہ نظارے بھی دیکھ رہی ہے۔ کیا کبھی پہلے بھی بنی نوع انسان کی ایسی دگرگوں حالت ہوئی تھی؟ خشکی اور تری پر انسان کھلوانے والی مخلوق کی یہ عملیاں کیا کسی مرسل کے ظہور کی خبر نہیں دے رہیں؟ مسلمانوں کی باہمی لڑائیاں، فرقہ پرستی اور ہرگروہ کا اپنے اپنے رنگ میں اسلام کو نافذ کرنے کی تگ و دو کیا کسی مصلح اور مجدد کے ظہور کی خبر نہیں دیتی؟ اور پندرہویں صدی کے سر پر کیا یہ مصلح حضرت بانی جماعت گوبشارت دیئے گئے موعود کی غلام کے علاوہ اور کوئی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خاکسار کا دعویٰ کیا قرآن کریم کے فرمان ”**ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ**“ اور آنحضرت ﷺ کے فرمان کے عین مطابق پندرہویں صدی ہجری کے سر پر نہیں ہے؟؟؟ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

(۸) ان لوگوں کی پہلی زندگی پر کوئی شخص عیب نہیں لگاسکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے خاطب ہو کر فرماتا ہے کہ تو اپنی قوم سے کہہ دے۔ **فَقَدْ لَبِثَتْ فِي كُمْ عُمْرَأَتِنَ** **قَبِيلَهٗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ** (یونس۔ ۷) چنانچہ اس سے پہلے میں ایک عرصہ دراز تم میں گزار چکا ہوں کیا پھر (بھی) تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

عزیزم۔ دعویٰ سے پہلے خاکسار اپنی زندگی کے ابتدائی پندرہ سال (۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۱ء) ڈاور میں رہا ہے۔ اسکے بعد ۱۹۷۸ء تک دارالصدر غربی حلقة مسجد طیف ربوہ میں رہا ہوں۔ بعد ازاں ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۰ء تک کراچی میں اور پھر ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۳ء تک احمدیہ ہو شل نیو سلم ٹاؤن لاہور میں رہا ہوں۔ یہیں دارالحمد میں وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کے مبارک جمع کے روز اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر موعود کی غلام ہونے کا اکٹشاف فرمادیا۔ اس اکٹشاف کے بعد کیمی فروری ۱۹۸۴ء سے دس (۱۰) نومبر ۱۹۸۶ء کے میں دارالصدر میں رہا ہوں۔ نومبر ۱۹۸۶ء کو خاکسار بحکم الہی جرمی چلا آیا تھا۔ نومبر ۱۹۸۶ء سے لے کر اپنے کھلے عام دعویٰ ۱۲ اردمبر ۲۰۰۳ء تک جرمی کے شہر کیلیں میں

احمد یوں اور غیر احمد یوں کے درمیان میں رہا ہوں۔ خاکسار افراد جماعت احمدیہ اور دیگر عوام الناس کو دعوت عام دیتا ہے کہ تعصب سے پاک ہو کر تقویٰ اور دینداری کیسا تھے جہاں جہاں میں رہا ہوں آپ وہاں جا کر لوگوں سے پوچھیں کہ میں نعوذ باللہ بدقدرت انسان ہوں یا کہ نیک فطرت۔ مجھے فرشتہ ہونے کا دعویٰ نہیں لیکن پھر بھی ڈھونڈنے کے باوجود انشاء اللہ تعالیٰ کسی کو بھی میری زندگی میں کوئی عیب نہیں ملے گا۔ اور پھر اسکے بعد کیا میں احمدی اور غیر احمدی مسلمانوں سے یہ نہ کہوں گا کہ **أَفْلَأَ تَعْقِلُونَ**۔

جب سے ملا وہ دلبرِ دشمن ہیں میرے گھر گھر دل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضاہی ہے

(۹) قرآن کریم کے مطابق مجرم اور کاذب نہ فلاح پاتے ہیں اور نہ ہی انہیں غلبہ نصیب ہوتا ہے۔ فَمَنْ أَظْلَمُ مِنْ يَعْصِيَ اللَّهَ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِإِيمَانِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ (یوس۔ ۱۸) پھر جو اللہ پر بہتان باندھے یا اُسکی آیات کو جھٹلانے اُس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا۔ (غرض) یہ یقینی بات ہے کہ مجرم لوگ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ اپریل ۱۹۹۳ سے خاکسار کا دعویٰ جماعتی خلافاء کے پاس ہے اور پھر ۱۲ اور دسمبر ۲۰۰۳ سے علی لاعلان افراد جماعت احمدیہ کے آگے موجود ہے۔ آج تک لاہور یوں اور قادیانیوں میں سے کوئی بھی دلائل و برائین کے ذریعہ اس عاجز کو جھٹلانے کیلئے میرے مقابلہ کیلئے میدان میں نہیں آ رہا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے مطابق (لِيَهُمْ أَكْثَرُهُمْ مُنْكَرٌ هَلَّكَ عَنْ بَيْنَةٍ وَّيَحْيَ مَنْ حَمِّلَ عَنْ بَيْنَةٍ (انفال۔ ۳۳)) دلائل کے ذریعہ مجھے احمد یوں پر غلبہ بخشنا ہے۔ اب تک اپنی تحریروں اور اپنے زبانی خطابات میں خاکسار نے جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے اگر وہ سب جھوٹ تھا تو نعوذ باللہ میرے ایسے نعوذ باللہ جھوٹے کو صادقوں کی جماعت پر غلبہ کیوں ملا ہے؟؟؟؟

مومن کی فراست ہوتو کافی ہے اشارہ

بلashیر قرآن کریم کے درج بالا معیار کے مطابق خاکسار نہ صرف صادق ہے بلکہ بذریعہ دلائل غالب بھی آچکا ہے۔ اس عاجز کو ناکام کرنے کیلئے لاہوری اور قادیانی ارباب واختیار کی کوششیں انشاء اللہ تعالیٰ خاک میں مل جائیں گی۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

(۱۰) یہ لوگ اپنے دعویٰ سے پہلے اپنے خاندان اور اپنے ماحول میں لا لئے اور امید کی جگہ مانے گئے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَالُوا يَا صَاحِلَّ قُنْدِيَّا مَرْجُوًا قَبْلَ هَذَا أَتَهَا تَأْنِنَ تَعْبُدُ مَا يَعْبُدُ آباؤْتَاقَوْ إِنَّنَالْفَيْ شَاءَ مُقْتَدِّ عُوْنَاءِ إِنَّهُ مُرِيْبٌ (ہود۔ ۲۳) انہوں (قوم) نے کہا اے صالح! اس سے پہلے (تو) ہمارے درمیان (آنندہ کیلئے) امید کی جگہ (سمجھا جاتا) تھا۔ کیا تو (اس عقل و دانش کے باوجود) ہمیں اس بات سے روکتا ہے کہ ہم ایسی چیز کی عبادت کریں جس کی عبادت ہمارے باپ (دادے) کرتے آئے ہیں۔ اور جس بات کی طرف تو ہمیں بلا تھا ہے اسکے متعلق ہم ایک بے چین کر دینے والے شک میں (پڑے) ہیں۔

خاکسار دعویٰ سے پہلے اپنے گھر اور اپنے ماحول میں لا لئے اور بڑی بڑی امیدوں کی جگہ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے لاہور کے احمدیہ ہوٹل دارالحمد میں وسط دسمبر ۱۹۸۳ کے کسی مبارک جمع کے دن ایک مبارک سجدہ میں نہ صرف اس عاجز کو بطور موعود زکی غلام چن لیا بلکہ اس عاجز کو اپنا علمی سفرختم کرنے اور الہی رضا کی پیروی کرنے کا حکم بھی دے دیا۔ تو پھر میں ۳۱ جنوری ۱۹۸۳ کو اپنی کتب اور دیگر سامان لے کر واپس ربوہ اپنے گھر آگیا۔ میں نے الہی ہدایات اور کلام کی روشنی میں الہی نظریہ (Virtue is God) پر لکھنا شرع کر دیا۔ چند ماہ کے بعد میری ماں نے مجھ سے پوچھا بیٹا نوکری نہیں کرنی۔ میں نے بڑے ادب سے اپنی ماں سے جواباً عرض کیا کہ میں نے اپنے عظیم رب کی نوکری کر لی ہے۔ ماں نے مجھے کہا! بیٹا ٹھیک ہے۔

اسکے بعد میری بزرگ ماں میں (۲۰) سال تک زندہ رہیں لیکن مجھے کبھی نوکری کیلئے نہ کہا۔ بالآخر یہ مقدس اور بزرگ خاتون مورخہ ۱۱ رجولائی ۲۰۰۳ کو ربوہ کے فضل عمر ہپتال میں رات ایک نج کر ۱۳ منٹ پر اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔ اب یہ بزرگ اور مقدس ماں (غلام فاطمہ) اپنے بزرگ اور انتہائی نیک خاوند (چوہدری شیر محمد جنبہ) کے ہمراہ ہبھتی مقبرہ ربوہ میں ابدی نیند سور ہی ہیں۔ **آسمان تیری لحد پر شبتم افتانی کرے سزا نورستہ اس گھر کی تگہبانی کرے**

شروع میں میرے ملازمت نہ کرنے کی وجہ سے میرے بھائیوں کو تھوڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ انہوں نے اس کامیرے آگے ذکر بھی کیا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے میرے بڑے بھائی عبد السلام جنبہ کو اس عاجز کے متعلق ایک ایسی خواب دکھائی جس کے بعد میرے دنوں بھائی خاموش ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد خاکسار ایک دن اپنے گاؤں ڈارا پتی زمین پر گیا۔ وہاں میری ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو کبھی ہماری زمین پر کاشتکاری کیا کرتا تھا۔ اس نے مجھ سے شکوہ کیا کہ عبد الغفار! تجوہ پر تو ہمیں بہت امیدیں تھیں لیکن آپ نوکری کی بجائے گھر میں بیٹھ گئے ہیں۔ میں نے اسکے شکوے بڑی ہمدردی اور توجہ کیسا تھے اور اس سے اسلی دی اور خاموش رہا کیونکہ میں اپنے متعلق اسے کچھ بتانیں سکتا تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ اپنے متعلق ایسی باتیں لکھنا میرے مزاج کے خلاف ہیں لیکن اس وقت میری مجبوری ہے کہ میں اس قسم کے واقعات لوگوں سے نہ چھپاؤں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اس سے کسی کو ہدایت نصیب ہو جائے اور یہ بھی یاد رہے کہ میں یہ واقعات حلقات کھرہا ہوں۔ کیا یہ واقعات اس بات کی تصدیق نہیں کرتے کہ دعویٰ سے پہلے میری حالت بھی ایسی ہی تھی جیسی کہ اپنے دعوؤں سے ماقبل اللہ تعالیٰ کے بزرگ مرسلین کی تھی۔

(۱۱) مسلمین کو اللہ تعالیٰ مجzen ان کلام اور ایسی حکمت کی بتیں جو اعجازی رنگ رکھتی ہیں عنایت فرماتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأَتُؤْتُوا بِعَشِيرَةِ سُورٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيَاتٍ وَّا دُعُوا أَمِنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنَّ اللَّهَ يَسْتَجِيبُ الْكُمْ فَاعْلَمُوا أَمَّا أُنْزَلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنَّ لِإِلَهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ** (ہود: ۱۳، ۱۵) کیا وہ کہتے ہیں (کہ) اس نے اس کتاب کو اپنے پاس سے بنالیا ہے تو (انہیں) کہہ اگر تم (اس بیان میں) سچ ہو تو تم بھی اس جیسی دس سورتیں اپنے پاس سے بنالا و اور اللہ کے سوا جس (کو بھی اپنی مدد کیلئے لانے) کی تمہیں طاقت ہو اسے بلا لو۔ پس اگر وہ تمہاری (یہ) بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ جو (کلام) تم پر اُتارا گیا ہے اللہ کے (خاص) علم پر مشتمل ہے اور یہ کہ اسکے سوا کوئی (ہستی) بھی پرستش کے لائق نہیں پس کیا تم کامل فرمانبردار بنو گے؟ یعنی چامدی اگر مجzen کلام پیش کرے اور لوگ اسکی مثل بنانے سے عاجز رہ جائیں تو ان کا یہ عجمر مدعا کی سچائی کی دلیل ہو گا۔ چنانچہ قرآن مجید نے اپنی سچائی کیلئے بڑے زور کیسا تحریر دلیل کو پیش کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ احمد یعنی ہبھی اپنی مختلف کتب میں تمام علماء کو مقابلہ کا چیلنج دیا گر کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ یہی وجہ ہے جو حضرت مرزا صاحب نے فرمایا تھا۔ ”خد تعالیٰ انکی قلموں کو توڑ دے گا اور اسکے دلوں کو غمی کر دے گا۔“ (اعجازی احمدی۔ روحاںی خزانہ ان جلد ۱۹ صفحہ ۱۳۸)

سقراط نے جس نیکی کو علم سے تشییہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ نیکی علم ہے۔ کم و بیش اڑھائی ہزار سال سے (افلاطون سے لے کر درود جدید کے فلاسفہ تک) ہر ذہین انسان نے نیکی کے اُس تصور کا ادراک کرنے کی کوشش کی ہے جس کو سقراط نے علم سے تشییہ دی تھی لیکن آج تک کوئی بھی عاقل اس فلسفیانہ تھی کو سمجھنا نہ سکا۔ خاکسار اس کا ثبوت گذشتہ صفحات میں پیش کر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کردہ حالات کی وجہ سے یہ سوال میرے آگے بھی آ گیا کہ جس نیکی کو سقراط نے علم کہا تھا وہ نیکی کیا ہے؟ خاکسار نے اپنی عقلی صلاحیتوں کیسا تھا اس سوال کو جانے کی بھرپور کوشش کی لیکن بالآخر ناکام ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں تحریک پیدا کی کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس سوال کا جواب پوچھوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی مقبول دعائیں کیں تو پھر سجدہ ہی میں میری کایا پلٹ گئی۔ غالباً اسی دن شام کے وقت مجھے اگریزی میں الہام ہوا کہ God is Virtue۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انکشاف فرمایا کہ جس نیکی کو سقراط نے علم کہا تھا وہی خدا ہے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو جب اپنا کامل علم و عرفان بخشنا شروع کیا تو اسی دوران اللہ تعالیٰ نے سقراطی نظریہ علم کی حقیقت بھی اس عاجز پر کھول دی۔ خاکسار احمدی، غیر احمدی حتیٰ کہ تمام دنیا کے علمائے سائنس اور فلسفہ کو دعوت عام دیتا ہے کہ میدان میں آ کر خاکسار کے الہامی نظریہ نیکی خدا ہے کو چیلنج کر کے دکھائیں۔ خاکسار نے اپنی کتاب غلام مسیح الزماں کے آخر میں جماعت احمد یہ کیلئے لمحہ فکریہ۔۔۔ کے عنوان کے تحت جو لکھا ہے وہ درج ذیل ہے۔

(۱) قرآن مجید کی تصدیقی مہر کیسا تھریز کی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی نزینہ اولاد پیغمبری مصلح موعود کے دائرة بشارت میں نہیں آتی الہذا حضورؐ کسی بھی جسمانی بیٹی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر غلط ہے۔

(۲) نیکی کا یہ ”اعلیٰ ترین تصور“ (نیکی خدا ہے) زکی غلام مسیح الزماں کی صداقت کا الہامی، علمی اور قطعی ثبوت ہے اور اسے کوئی بھی باشدور اور صاحب نظرت انسان جھلنا نہیں سکتا۔ اے افراد جماعت! آخر میں آپ سے یہ گذارش کروں گا کہ اگر کوئی انسان متنزہ بala دونوں بتیں غلط ثابت کرنے میں کامیاب ہو گیا تو خاکسار ایسے شخص کو مبلغ دس لاکھ روپے پاکستانی بطور انعام پیش کرے گا۔ میں ایسے شخص کو اس رقم کی بیشگی گارنٹی دینے کو تیار ہوں۔ بہر حال سانچ کو آنچ نہیں اور جھوٹ کے پاؤں نہیں۔ ہو سکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ سوال بھی پیدا ہو کہ کون فیصلہ کرے گا کہ خاکسار کے سوالات کو جھلدا دیا گیا ہے؟ میری عرض ہے کہ اس بات کا فیصلہ وہ کلام کرے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور حسین دل پر نازل ہوا اور وہ جو قیامت تک کلیے فرقان اور حکم ہے۔ ثانیاً اس بات کا فیصلہ وہ مبشر الہامات کریں گے جو زکی غلام کے متعلق حضرت بانی سلسلہ احمدی کے شرط ہے۔ کیا آپ میں سے کوئی ہے؟ لیکن اگر کوئی بھی نہیں تو پھر اس میں کیا تھک ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل شرعاً مضمون بڑی شان اور بڑی صفائی کے ساتھ میرے وجود میں پورا کیا ہے۔۔۔ یہ دعا ہی کا تھا مجzen کے عصا، ساحروں کے مقابلہ بنانا اڑدھا۔ آج بھی دیکھنا مردحق کی دعا، سحر کی ناگوں کو نگل جائے گی

آج تک کسی نے میرا یہ چیلنج قبول نہیں کیا اور نہ میرے مقابلہ کیلئے کوئی میدان میں آیا۔ میدان سے باہر کھڑے ہو کر لوگ بتیں ضرور کر رہے ہیں لیکن میدان میں اُترنے کیلئے کوئی تیار نہیں ہے۔ اس سے پھر کیا ثابت ہوتا ہے؟؟؟ جب نیکی کیا ہے اور علم کیا ہے کا سوال میرے سامنے آیا تو مجھے بہت سکی محسوس ہوئی کہ میں ایم اے پاس اور ایک پوزیشن ہو لڈر طالب علم رہا ہوں۔ مجھے اب تک یہ علم نہیں ہے کہ علم کیا ہے؟ ایک ایسا انسان جو سیاست کا طالب علم رہا ہوا ورجس نے کبھی فلسفہ پڑھانے ہو۔ کیا کوئی مگان کر سکتا ہے کہ ایک ایسا طالب علم جس نے کبھی زندگی میں فلسفہ پڑھا تک نہیں تھا اور وہ فلسفہ کے موضوع سے اتنا ناواقف تھا کہ اسے یہ تک نہیں پہنچتا تھا کہ فلسفہ کا سبجیکٹ میر (subject matter) کیا ہے یعنی

فلسفہ میں پڑھایا کیا جاتا ہے؟ سقراط کی فلسفیانہ گتھی جو ہزاروں سال سے انسانوں کیلئے معہ بی رہی بلکہ ان کیلئے در دسر بی رہی۔ ایسی فلسفیانہ گتھی کو فلسفہ سے میرے ایسا نا بد اور اُمی انسان اپنی عقل سے کھو سکتا ہے؟؟؟ ہرگز نہیں۔ نیکی کیا ہے؟ اگر ایسی فلسفیانہ گتھی عقل سے کھل سکتی ہوتی تو سقراط کا شاگرد افلاطون (Plato 428-348 BC) اس گتھی کو ضرور سمجھا دیتا اور اگر افلاطون سے نہ سمجھ سکتی تو پھر اس کا شاگرد ارسطو (Aristotle 384-322 BC) اس فلسفیانہ گتھی کو ضرور سمجھا دیتا۔ لیکن امر واقع یہ ہے کہ ایسے فلسفیانہ اور علم و عرفان سے متعلقہ سوالات عقل و فہم سے ماوراء ہوتے ہیں اور صرف وحی والا ہام کیسا تھا ہی ایسے دقيق علمی رازوں سے پر وہ اٹھتا ہے۔ نہ صرف سقراطی نظریہ علم (نیکی علم ہے) کے راز سے پر وہ اٹھانا بلکہ اس سے بھی ایک سڑپ (step) آگے اللہ تعالیٰ کی جانب سے الہی نظریہ (Divine theory) سے متعلقہ الہام پانا کیا اس عاجز کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت نہیں ہے؟؟؟؟

(۱۲) جھوٹے ملہمین کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔ ”وَلَوْ تَقَوَّلْ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ لَاَخَذْنَا كَمِنْهُ بِإِلَيْنِيْنِ ۝۷۷ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنِ ۝۷۸ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ لَجِيْزِيْنِ ۝۷۹“ (سورۃ الحلقۃ آیات نمبر ۵۲۸ تا ۵۷۷ ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔

ان آیاتِ الہی کی روشنی میں حضرت مہدی مسیح موعود جھوٹے مدعا الہام کے متعلق فرماتے ہیں:-

”اسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیکا نہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیبیس (۲۳) برس تک مہلت پاسکے ضرور ہلاک ہو گا۔“ (ابیعن نمبر ۲۳۔ روحانی خزانہ جلد ۱ صفحہ ۳۳۷)

خاکسار پر اللہ تعالیٰ نے وسط دسمبر ۱۹۸۳ میں Virtue is God کا الہام نازل فرمایا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس الہام کی حقیقت کا اس عاجز پر انکشاف فرمایا اور مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ یہی پیشگوئی مصلح موعود کا علی قطعی اور الہامی ثبوت ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خاکسار کا یہ ثبوت کتاب غلام مسح الزماں کے دوسرے حصہ پر مشتمل ہے۔ Virtue is God کی حقیقت بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بعض الفاظ اس عاجز پر نازل فرمائے اور اسی ضمن میں بعض ایسے اکشافات اس عاجز پر ہوتے رہے جن میں الفاظ نہیں تھے بلکہ مضمون ہوتا تھا اور میں اس مضمون کو اپنے الفاظ میں لکھتا جاتا تھا۔ اختصار اس عاجز کے الہامی نظریہ (Virtue is God) کے سارے مضمون کی حالت ایسی ہی ہے جو حضرت بانی جماعت کے خطبہ الہامی کی ہے۔ اسکے علاوہ بھی وقت فو قاہبہت سارے فقرات اس عاجز پر کتاب اپنے پاس سے گھرے ہیں تو پھر خاکسار وسط دسمبر ۱۹۸۳ سے اللہ تعالیٰ پر نعوذ باللہ اتنے جھوٹ بول کر کیوں زندہ ہی نہیں پھر رہا بلکہ اس عاجز کے آگے قادر یانی خلیفے ڈائسوں پر گرتے پھر رہے ہیں۔ ایسا کیوں ہوا؟؟۔ یہ سب اس لیے ہوا کیونکہ میں سچا ہوں اور اگر میں اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کر دیتا تو نہ صرف یہ کہ میں کبھی بھی جھوٹے الہاموں کے بعد ۲۳ سال کی زندگی نہ پاسکتا بلکہ اس عاجز کا بھی وہی حشر ہوتا جو رہہ میں ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۳ کے دن خلیفہ ثانی صاحب کا ہوا تھا۔ کیا لو تقول کا قرآنی معیار اس عاجز کی سچائی کا منہ بولتا ثبوت نہیں ہے؟؟؟؟

(۱۳) نصرت ان لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے۔ **كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِقَنَّ أَنَّا وَرُسُلِنَا** (المجادہ۔ ۲۲) اللہ نے لکھ دیا ہے کہ یقیناً میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے مرسلوں کو جو غلبہ بخشتا ہے وہ ہمیشہ دلیل کا غلبہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات شاذ کے طور پر دلیل کے غلبے کیسا تھوڑہ مادی غلبہ بھی بخش دیتا ہے مثلاً فتح مکہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی اسرائیل کو فرعون کے چنگل سے رہائی دلانا وغیرہ۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو خلفاء اور امراء اور علمائے جماعت احمد یہ قادیانی اور لاہور پر دلیل کیسا تھا غالب نہیں کیا ہے؟ اگر خاکسار اپنے دعاوی میں نعوذ باللہ جھوٹا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اس عاجز کو دلیل کا غلبہ بھی کبھی نصیب نہ ہوتا۔ اگر کسی کو میرے دلیل کے اس غلبے میں کوئی مشک ہو تو وہ جب چاہے اور جہاں چاہے خاکسار اس کا مشک دور کرنے کیلئے تیار ہے۔

یہ دعا ہی کا تھا مجھرہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اڑدھا آج بھی دیکھنا مردحق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

(۱۴) یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب اور فتح مند ہوتے ہیں۔ **وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُنْتَقِيْنَ** (اعراف۔ ۱۲۹) اور (اچھا) انجام متقیوں کیلئے ہے

عزیزم۔ کسی بھی مرسل کی بعثت کا مقصد مروجہ جھوٹے دعاوی اور باطل عقائد کا دلائل و برائیں کیسا تھا قلع قلع کرنا ہوتا ہے۔ خاکسار نے جماعت احمد یہ میں نہ صرف خلیفہ ثانی صاحب کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی حقیقت کو لوطشت از بام کیا بلکہ ملوکیت کو جھوٹے طور پر خلافت اور قدرت ثانیہ کہنا، خلیفہ خدا بناتا ہے کا جھوٹ اور حقیقی اسلام کا جھانسہ دے کر ایک جبڑی نظام کیسا تھا افراد جماعت کو دہنی غلام بنانے کی مکاریوں کو بھی قطعی طور پر بے نقاب کیا ہے۔ اگر کسی احمدی کو ان مذکورہ بالا باتوں میں کوئی مشک ہو تو میں اور میرے

ساتھی اُس کا ہر قسم کا شک دور کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار ہیں۔ آزمائش شرط ہے۔ اس لحاظ سے خاکسار الحمد للہ آج بھی اپنی زندگی میں کامیاب اور فتح مند ہے۔ الحمد للہ (۱۵) اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّنَ هَادُوا إِنَّ رَحْمَتَنِي أَكُمْ أَوْلَيَاءُ لِلَّهِ وَمَنْ دُونُ النَّاسِ فَقَتَمْنَوْا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (الجمعہ۔ ۷) تو کہہ دے، اے یہود یو! اگر تمہارا یہ دعویٰ سچا ہے کہ تم باقی دنیا کو چھوڑ کر اللہ کے دوست ہو اور اسکی پناہ میں ہو تو اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو، تو موت کی تمنا کرو (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مبلغہ کرو)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹا آدمی اپنے لیے کبھی بدعا نہیں کر سکتا۔ لیکن حضرت بانجے جماعت علیہ السلام پونکہ صادق تھے ہذا وہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

اے قادر و خالق ارض و سما اے رحیم و مہربان و رہنماء

اے قادر اور زمین و آسمان کے خالق خدا۔ اے راہنمائی فرمانے والے رحیم و مہربان خدا۔ (ترجمہ۔ ناقل)

اے کمی داری تو بردہ انظر اے کہ ازانہ نیست چیز مستتر

اے میرے خدا تیری دلوں پر نظر ہے۔ اے میرے خدا جھسے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے

گرتومی یعنی مراد پر فتن و شر گرتودیداستی کہ ہستم بدگہر

اگر تو مجھے فتن و شر میں مبتلا سمجھتا ہے۔ اگر تو مجھے ایک بدگہر یعنی بد ذات اور کمینہ دیکھتا ہے

پارہ پارہ کن من بد کار را شاد کن ایں زمرة اغیار را

تو پھر مجھ بدل کر کوئلے کلٹرے کر کے میرے مخالفوں اور دشمنوں کو خوش کر دے

بر دل شاہ ابر رحمت ہا ببار ہر مراد شاہ بفضل خود بر آر

میرے دشمنوں کے دلوں پر رحمت کی بارش برسا اور ان کی ہر مراد کو بھی پوری فرمادے

آتش افشاں بر در دیوار مسن ڈھنمنم باش و تکن کار مسن

میرے گھر کے درود یا پر آگ نازل کر۔ میرے دشمنوں کو خوش اور میرے کام کو تباہ و بر باد کر دے

در مرا از بندگانت یافتی قبلہ من آستانت یافتی

اے میرے پیارے خدا! تو جانتا ہے کہ تو نے ہی مجھے اپنے بندوں میں سے چنان ہے۔ نیز یہ کہ میرا قبلہ تیرا ہی آستانہ ہے۔

در دل من آں محبت دیدہ کر جہاں آں راز را پوشیدہ

اے میرے پیارے خدا! تو جانتا ہے کہ تو نے ہی مجھے اپنے بندوں میں سے چنان ہے۔ نیز یہ کہ میرا قبلہ تیرا ہی آستانہ ہے۔

بامن آز روئے محبت کار کن اند کے افشاء آں اسرار کن

خدائے پاک مجھ پر اپنی رحمت کر دواز مجھ پر اپنے اسرار ظاہر کر دو

اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیروی کرتے ہوئے یہ عاجز بھی کہتا ہے کہ اے میرے خدا! تو نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ عاجزو ہی موعود زکی غلام ہے جس کی تو نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزاغلام احمد علیہ السلام کو ہو شیار پور میں چلے کشی کے دوران اُسے بشارت ہوئی تھی اور بھر آپ نے اس بشارت کو ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ کے اشتہار میں شائع کیا تھا۔ بعد ازاں آپ نے اشتہار تکمیل تبلیغ میں اسی موعود زکی غلام کو مصلح موعود قرار دیا تھا۔ اے میرے خدا! تو نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ عاجزو ہی موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جس کی تیرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بشارت دی تھی۔

اے میرے خدا! اگر تو نے اس عاجز کو موعود زکی غلام نہیں بنایا ہے اور یہ جو میں اپنے موعود زکی غلام اور مسیح عیسیٰ ابن مریم بنائے جانے کا تیری طرف منسوب کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ میں جھوٹے طور پر شہرت اور عزت پانے کیلئے لوگوں کو دھوکہ دیتا پھر رہا ہوں۔ اے میرے خدا! اگر یہ سب اس عاجز کا بنایا ہوا جھوٹ ہے تو پھر مجھ جھوٹے انسان کو موت دیدے تاکہ دنیا میرے نفس کے شر سے محفوظ ہو جائے۔ اور اے میرے خدا! اگر میں تیری نظر میں صادق ہوں۔ میں جو لوگوں سے کہتا ہوں کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۷ء کی الہامی پیشگوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق میں وہی موعود زکی غلام اور مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ یہ سب تیری طرف سے سچ ہے تو پھر اپنے مہدی و مسیح موعود اور اپنے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اس عاجز کو کامیابوں اور کامرانیوں سے نوازتا کہ تیرے برگزیدہ مہدی و مسیح موعود کی جماعت نہ صرف گمراہی کی دلدل سے باہر نکل آئے بلکہ تیرے

پیارے دین اسلام کو غلبہ بھی نصیب ہو۔ آمین ثم آمین

### (۱۶) حضرت مہدی مسیح موعودؑ کا اپنے دعویٰ کی صداقت کے حق میں حلفیہ بیان

حضورؑ فرماتے ہیں۔ ”میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کیسا تھا لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پر چہ میں اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیح میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں و کافی یا اللہ شهیداً۔ الراقم۔۔۔ مرزا غلام احمد عفان اللہ عنہ وآلہ وآئہ ۲۹۹ءے، ۱۸۹۹ءے، (ملفوظات جلد اصغر ۷ءے)

### خاکسار کا اپنے دعاویٰ مسیح موعود کی غلام مسیح الزماں (مصلح مسیح) اور مسیح عیسیٰ ابن مریم کی صداقت کے حق میں حلفیہ بیان

”خاکسار اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود کی غلام ہوں جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مہدی مسیح موعود کو ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بشارت دی تھی اور میں وہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیح میں خبر دی ہوئی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں درج ہیں و کافی یا اللہ شهیداً۔ الراقم۔ عبد الغفار جنبہ عفان اللہ عنہ وآلہ وآئہ مورخ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء۔“

قرآن مجید سے ہمیں پتہ ملتا ہے کہ ہمارے بعد اجر حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی زوجہ محترمہ کو جنت سے نکالنے کے بعد اس خط ارض پر بھیجا گیا تھا۔ آپ علیہ السلام اور آپ کی بیوی کو اللہ تعالیٰ نے ایک معائدہ covenant کیسا تھا زمین پر بھیجا اور فرمایا تھا کہ جو لوگ میری ہدایات کی پیروی کریں گے، وہ کامیاب ہوں گے اور جو میری ہدایات کا انکار کریں گے، انہیں بالآخر جہنم میں جھوک دیا جائے گا۔ دراصل خالق کا یہ اپنے بندوں کیسا تھا معاائدہ تھا۔ خاکسار نے اس معاائدہ کو الہی معائدہ Divine Covenat کا نام دیا ہے اور اس الہی معاائدہ کی تفصیل خاکسار کی کتاب غلام مسیح الزماں کے حصہ دوم (الہامی پیشگوئی کی حقیقت) کے دوسرے باب (نیکی علم ہے) کے چوتھے موضوع جس کا عنوان ”الہی معاائدہ“ ہے میں پڑھی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔

”فَتَلَقَّى آدُمْ مِنْ رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ ۝ قُلْنَا أَهِبْطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنْنِي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدًى فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَأَنْذَلْنَا إِلَيْكُمْ أَصْحَابَ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝“ (ابقرہ ۳۸، ۳۹، ۴۰)

ترجمہ۔ اسکے بعد آدم نے اپنے رب سے کچھ (ذعائیہ) کلمات سیکھے (اور انکے مطابق دعا کی) تو وہ اس کی طرف (پھر فضل کیسا تھا) متوجہ ہوا۔ یقیناً وہی (بندوں کی مصیبت کیوقت) بہت ہی توجہ کرنے والا (اور) بار بار حکم کرنیوالا ہے۔ (تب) ہم نے کہا (جاو) سب کے سب اس میں سے نکل جاؤ (اور یاد رکھو کہ) اگر پھر کبھی تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے انہیں نہ کوئی (آنندہ کا) خوف ہوگا اور نہ وہ (سابق کوتاہی پر) غمگین ہوں گے۔ اور جو (لوگ) کفر کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹا کیں گے وہ (ضرور) دوزخ (میں پڑنے) والے ہیں۔ وہ اس میں رہتے چلے جائیں گے۔

اسی عهد کے متعلق اللہ تعالیٰ ایک دوسری حکم پر فرماتا ہے۔ ”وَمَا وَجَدْنَا لَا كُثْرَهُمْ مِّنْ عَهْدِ وَإِنْ وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ۔“ (اعراف۔ ۱۰۳) اور ہم نے ان میں سے اکثر کو (اپنے) عہد کا پابند نہیں پایا، بلکہ ہم نے یقیناً ان میں سے اکثر کو عہد کا توڑنے والا ہی پایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد مسلمین کا یہ سلسلہ بشکل مجددین و مصلحین جاری و ساری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”یا لیتني آدم إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُضُّونَ عَلَيْهِمْ كُمْدَ آیاتِنِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ“ (اعراف۔ ۳۶) اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیج جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں ان کو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

واضح رہے کہ درج بالا آیت مبارکہ میں بنی آدم سے مراد بالعموم ہر زمانے کے بنی نوع انسان ہیں اور بالخصوص ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قیامت تک کے بنی نوع انسان مراد ہیں۔ اسی طرح حسن انسانیت اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ”إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهِنَّهَا الْأُمَّةَ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةٍ سَنَةٍ مَّنْ يُبَيِّنُهَا دِيْنَهَا۔“ (ابوداؤ دکتاب الملام) کہ اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبوث کرے گا جو اسکے دین کی تجدید کرتا ہے گا۔

تجدید دین کے سلسلہ میں مسلمین کے اس سلسلہ جاری یہی کتنی اہمیت ہے تو اس ضمن میں گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دوزخیوں کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ وہ جہنم کے داروغوں سے پوچھیں گے کہ اے جہنم کے داروغو! اس جہنم سے نکلنے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ تو جواب ادارو نہ یہ نہیں کہیں گے کہ تم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے یا تم زکوٰۃ نہیں

دیا کرتے تھے یا تم حج کا فریضہ سرانجام نہیں دیا کرتے تھے بلکہ وہ دوزخیوں سے مخاطب ہو کر پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہاری قوم میں سے ہی رسول بنا کر بھیجے گئے تھے؟ دوزخی کہیں گے کہ ہاں لیکن ہم نے تو انکا انکار کر دیا تھا۔ جہنم کے دارو نے جواباً کہیں گے کہ اگر تم نے اپنے رسولوں کا انکار کیا تھا تو پھر تمہیں جہنم میں دیر تک رہنا ہو گا۔ ہم تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے اس مکالے کا اپنے پاک کلام میں دو جگہ ذکر فرمایا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔

(۱) وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ زُمِراً حَتَّى إِذَا جَاءُوهُ افْتَحْتُ أَبْوَابَهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَهَا أَلَّمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَنْذُونَ عَلَيْكُمْ آياتٍ رِّئِكُمْ وَيَنْذِرُونَكُمْ لِقاءَ يَوْمَكُمْ هَذَا قَلْوَابَيْ وَلَكُنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ قِيلَ اذْخُلوْ أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فِينَسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ (الزمر۔ ۷۲۔ ۷۳) اور کافروں کو جہنم کی طرف گروہ در گروہ بنا کرے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ اسکے پاس پہنچ جائیں گے تو اسکے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان (کافروں) سے اس (دوزخ) کے دارو نے کہیں گے۔ کیا تمہاری طرف تمہاری ہی قوم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہارے سامنے تمہارے رب کی آیات پڑھ کر سناتے تھے اور آج کے دن کی ملاقات سے تم کو ہوشیار کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہاں! ایسا ہی ہوا تھا۔ لیکن کافروں پر عذاب کی پیشگوئی پوری ہوئی تھی۔ اُن سے کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس صورت میں کہ ایک لمبا عرصہ تمہیں اس میں رہنا پڑے گا۔ پس مکبروں کا ٹھکانہ بہت بڑا ہے۔

(۲) وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُعْجِفُ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ قَالُوا أَوْلَمْ تُكَثِّرْنَاكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا أَبَلَى قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ (المؤمن۔ ۵۰۔ ۵۱) اور دوزخی لوگ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے، تم اپنے رب کو پکارو کہ عذاب کا کچھ وقت تو ہم سے کم کرے۔ وہ کہیں گے کہ تمہارے پاس تمہارے رسول دلائل لے کر نہیں آئے تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہاں۔ کیوں نہیں! اس پر وہ (دوزخ کے دارو نے) کہیں گے، اب تم (جنما چاہو) پکارتے جاؤ۔ اور کافروں کی دُعا ایگاں ہی جاتی ہے۔

**اختصار میں** حقوق اللہ (عبادت) کی ادائیگی بہت ضروری ہے لیکن اگر کسی انسان سے حقوق اللہ کے سلسلہ میں کوئی کوتاہی ہو گئی یعنی وہ نمازیں نہ پڑھ سکا یا روزے نہ رکھ سکا یا زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کر سکا یا وہ کسی وجہ سے حج بیت اللہ کا فریضہ ادا نہ کر سکا تو چونکہ اللہ تعالیٰ بے انتہا غفور و رحیم ہے لہذا وہ اپنی رحیمیت اور غفوریت کی وجہ سے اپنے ایسے کمزور بندوں پر اپنی بخشش اور رحمت کی چادر ضرور لپیٹ دے گا لیکن وہ لوگ جہنوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کا انکار کیا (جن کو اللہ تعالیٰ نے کھلی کھلی موعودنا یوں کیسا تھو بھیجا تھا) تو ایسے مکروہ بندوں کا ٹھکانا دائی جہنم ہو گا۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو جہنم کی آگ سے اپنی پناہ میں رکھے آمین۔ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں جماعت احمد یہ میں کیا کیا گمراہیاں پیدا کی گئیں ہیں اور خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی بدولت افراد جماعت کن کن مصائب کا شکار ہیں خاکسار گذشتہ صفحات میں اس کی تفصیل بیان کر چکا ہے۔

واضح ہو کہ جب نفسانی اور دنیا دار لوگ اپنی نفسانی خواہشوں کی تکمیل کیلئے اپنی قوموں کو گمراہیوں اور ضلالتوں میں دھکیل دیتے ہیں تو پھر لازماً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو گمراہیوں اور ضلالتوں سے نکالے کیلئے اپنے مرسل بھیجا کرتا ہے۔ یہ بھی ایک قانون تدریت ہے کہ گمراہیوں اور ضلالتوں سے رہائی اور قوم کی رستگاری کیلئے قوم کو اپنے مرسل کیسا تھا ابتلاءں اور مصائب کی چھی میں سے گزرنا پڑتا ہے جیسا کہ ہر رسول کے وقت میں ایسا ہی ہوا۔ قوم کو گمراہی سے نکالنے اور رستگاری دلانے کیلئے مرسل کیسا تھا اللہ تعالیٰ فرشتے نازل نہیں کیا کرتا۔ ہاں جب قوم کے لوگ اپنے مرسل کو صادق پا کر اس کیسا تھا شانہ بثانہ کھڑے ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نہ کسی رنگ میں ملاکنکے کے نزول کیسا تھی فتح و نصرت بھی نازل ہونا شروع ہو جاتی ہے جیسا کہ جنگ بردار کے وقت میں ہوا تھا۔ **فضاء بر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اُتر سکتے ہیں گروں سے قطار اندر قطار ابھی لیکن پہلے لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّ** (ہدیہ۔ ۸۲) کے عہد کے مطابق مرسل پر ایمان لانا اور اُسکی اعانت کرنا ضروری ہے۔ اور اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **إِنَّ اللَّهَ لَا يُعِظُّ مَا يَقُولُهُ حَتَّى يُعِظُّرُوْ اَمَّا بِأَنْفُسِهِمْ** (رعد۔ ۱۲) اللہ تعالیٰ کبھی بھی کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی اندر وہی حالت کو نہ بد لیں۔

حضرت بانی جماعت کے بیٹے جناب مرزاشیر الدین محمود احمد صاحب اور اُسکے جانشینوں (مرزا ناصر احمد، مرزا طاہر احمد، مرزا مسعود احمد) نے افراد جماعت کو ان کی حضرت مہدی و مسیح موعود سے بے پناہ محبت، عقیدت اور اخلاص کی بدولت دید، شنید اور قوت گویا ہی سے پکسر محروم کر کے بلکہ سر بمبہر کر کے انہیں لکیروں کا فقیر بنایا ہے۔ وہ بیچارے آج تک خلافت کی برکات، یوم **مصلح موعود اور خلیفہ خدا** بتاتا ہے کے فریبوں اور گھپ اندھیروں میں بھکتے پھر رہے ہیں۔ ان مظلوموں کو پتہ ہی نہیں کہ حضور علیہ السلام کی اولاد نے مذہب کے نام پر ان کیسا تھا کیا کیا دغا اور مکاریاں کی ہیں؟ یہ دراصل حضرت مہدی و مسیح موعود کی محبت و عقیدت کا ٹیکس تھا جو آج تک اُن سے جرأۃ صول کیا گیا ہے۔ وہ بیچارے آج تک حضور کی محبت اور عقیدت میں اسی امید پر لٹے جا رہے ہیں کہ۔۔۔ **ظلم کی رات ہوئی ہے تو سحر بھی ہوگی**

عزیزم ظفر محمود صاحب۔ خاکسار نے جماعت احمد یہ قادیان اور لاہور دونوں گروپوں کو اُنکے عقائد میں گمراہ ثابت کر کے اُنہیں لا جواب کر دیا ہے اور آئیوں والے موعود کی غلام کی

بعثت کی غرض وغایت بھی یہی تھی۔ لیکن اسکے باوجود دونوں گروپ اور بطور خاص قادیانی گروپ اُسیروں کی رُستگاری کیلئے تیار نہیں ہے۔ لہذا ب وقت کی ضرورت ہے کہ افراد جماعت لَتُؤْمِنُّ إِهٗ وَلَتَنْصُرُنَّ (آل عمران۔ ۸۲) کے عہد کے مطابق جو حق درحقوق موعود ما مور من اللہ کے معاونوں اور مددگاروں میں شامل ہونا شروع ہو جائیں تاکہ اُسیروں کی رُستگاری کا الحجہ قریب سے قریب تر ہونا شروع ہو جائے۔ عزیزم۔ خاکسار نے کوشش کی ہے کہ آپ کے سوال کا ہر رنگ اور ہر پہلو سے جواب دوں تاکہ تنقیح طلب امر کے فیصلہ میں آپ کیلئے کوئی ابہام نہ رہے۔ اُمید ہے آپ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کے مطابق موعود زکی غلام مسیح الزماں کی قبولیت اور اعانت سے انشاء اللہ تعالیٰ دریغ نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے آمین۔ والسلام على من اتبع الهدى

آپ کا ملخص

عبدالغفار جنبد / کیل۔ جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (مجد و صدری پائزدہم)

۳۰ ستمبر ۲۰۱۲ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆